سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک

مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری

متوفی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء

دارالاسلام ۔ لاہور

قل جاء الحق وزهق الباطل

للہ الحمد کہ تالیف منیف جامع کمالات مجمع صفات زبدۃ المحققین
قدوۃ العارفین جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
ہاشمی قصوری عم فیضہ

جواب استفسار کفریت درود شریف

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جسکو خاکسار شیخ رحیم بخش گوجرانوالیہ نے حسبتاً للہ محض بہمدردی اسلامی کی وجہ سے
واسطے متنبہ کرنے رسمی ملانوں اوہامی مولویوں اور بکثرت فتوی بازوں کے
خصوصاً اور جملہ برادران اہل اسلام کے عموماً چھپوا کر بلاقیمت مفت تقسیم کیا

بمبئی پریس گوجرانوالہ طبع شد

بار اول ۔ تعداد جلد ۱۰۰۰



لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ان الدین عند اللہ الاسلام



فیضانِ نورِ علم

امام اعظم علی الاطلاق بانی فقہ حنفی
ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین
ابو منصور محمد ماتریدی

غوث اعظم شیخ طریقت
محی الدین عبد القادر جیلانی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق
شاہ عبد الحق محدث دہلوی

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
شاہ احمد رضا خان بریلوی

[illegible] میر کارواں [illegible]

حضرت شیخ [illegible]

علامہ ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی

صاحب الارشاد: مفتی غلام حسن قادری

اراکین شوریٰ

[illegible]

حکیم محمود احمد برکاتی

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

راجا رشید محمود

خواجہ رضی حیدر

[illegible]

ناشر محمد رضاء الحسن قادری

سلسلہ مطبوعات ۱۴

طبع رمضان ۱۴۳۳ھ

اگست ۲۰۱۲ء

قیمت NET ۱۵ روپے

پیش از کتاب....

"دارالاسلام لاہور" کے احیائے تراث علمیہ اسلامیہ کے وسیع تر گراں قدر اشاعتی پروگرام میں بحمد اللہ القدوس برعظیم کی کثیر نام ور قد آور افاضل اماثل شخصیات کی بیسیوں تیسیوں علمی تحقیقی ادبی فنی تاریخی نگارشات شامل ہو چکی ہیں، علی الخصوص وہ علماے اعلام جن کی یادوں کے نقوش کسی قدر تو زمانے کی دست برد نے مٹا ڈالے، لیکن اپنوں کی غافلی ان کے اتلافِ حقوق کی سب سے بڑی جرم دار ٹھہری، ان کی ذاتی تحریرات کو تحقیق کے تعلیقی اصولوں اور طباعت کے عصری تقاضوں کے مطابق شائع کرنا اس وقیع وجلیل منصوبے کا مرکزی نقطۂ عمل ہے۔ رب کریم زادہ فضلہ العمیم کو منظور ہوا تو جلد ہی نایاب اور کم یاب قسم کی کتب کی ایک معقول تعداد اہلِ اسلام کے باذوق حلقے کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ برعظیم کی ان نابغہ، برگزیدہ اور چیدہ شخصیات میں سے تھے جنھوں نے ماضی قریب میں خطۂ ہند کے مسلمانوں کے اعتقادی احساس میں زبردست انقلاب پیدا کیا۔ آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے، بڑے سے بڑے اکڑفوں دکھانے والے مذہبی پیش واؤں کے لیے تن تنہا کافی ہوتے، اسی لیے جہاں کوئی فتنہ پر پرزے نکال رہا ہوتا فوراً اس کا تعاقب کرتے۔ اکثر آپ ان علاقوں کے سفر پر ہوتے جہاں فتنہ گروں کے سرغنے اپنے قدم جمائے ہوئے ہوتے اور اپنے افکار کو پھیلانے میں مستعدی دکھاتے تھے، وہاں ان سے دعوت فکر، تبلیغ حق اور مباحثہ کا دور چلتا۔ نتیجۃً انھیں شکست کا سامنا کرنا پڑتا اور لوگوں کے ایمان ان کے شر سے مصئون ومامون ہو جاتے۔ ہندوستان کی مذہبی تاریخ کا باب آپ کی مساعی مشکورہ کے ذکر خیر کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔

پہلے پہل، کبھی سنا کرتے تھے کہ برعظیم کے متفق بین الاقران علماے اہلِ سنت کو ایک مسلک (منسوب بہ علاقہ دیوبند) کا قبضہ مافیا اپنے کھاتے میں ڈال رہا ہے، فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہوں کہ مناظر اسلام مولانا سید آل حسن موہانی رضوی، مفتی عنایت احمد کاکوروی ہوں، مولوی فقیر محمد جہلمی ہوں، علامہ عبد الحی لکھنوی ہوں، پروفیسر مولانا اصغر علی روحی ہوں یا مولانا کرم الدین

دیرہ وغیرہم من العلماء الاعاظم اَعَزَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِعُلُوِّ الْمَکَارِمِ : ان مشاہیر کو وہ اکابر دیوبند کا قائل دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑے ہی کھلی قسم کے چور ہیں جو کمال سینہ زوری سے یہ سب کرتے جا رہے ہیں۔ اس کو ہاتھ کی صفائی کہیں، افترا پردازی کا نام دیں، جعل سازی کہیں یا پھر حقائق سوزی خیال کریں۔ اس قدر بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ علمائے اعلام بھی اہل سنت تھے اور ان لوگوں کو بھی سنت کی اہلیت کا ادعا ہے۔ یہ علما بھی حنفی تھے اور یہ لوگ بھی حنفی ہیں۔ چلو، کچھ لیپا پوتی سے، کچھ نوسر بازی سے، کچھ ہیرا پھیری سے کام چلا لیں گے اور انھیں اپنی طرف کا ثابت کر لیں جو ان کی قدیمی اور فطری عادت ہے، مگر یہ غیر مقلد اہل حدیث حضرات کو کیا سوجھ پڑی۔ نہ سنیت کا دعویٰ، نہ حنفیت سے علاقہ، وہ جنھیں وہابیت و غیر مقلدیت کے رد و ابطال کے سلسلے میں سند مانا جاتا ہے — مولانا غلام دستگیر سنی حنفی — آج کل انھیں اپنا ہم مسلک بتایا جا رہا ہے۔ جنھوں نے درجن بھر کتابیں تو فقط تمھارے نظریات کی تردید میں لکھ ڈالیں۔ ساری زندگی تحریراً تقریراً تمھارے خیالات کی تکذیب پہ کمر بستہ رہے، تمھارے مفروضہ مذہب کی تغلیط میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ کس منھ سے تم انھیں اپنا طرف دار ٹھہراتے ہو، کیا کوئی پیمانہ ہے تمھارے ہاں اہل سنت و اہل حدیث میں امتیاز کا اور مقلد و غیر مقلد میں فرق کا۔۔۔ واہ یہ مستانہ چال تمھاری!! کہاں سے انتحال کی تم نے یہ استادی!!!

سنو، اور ٹھنڈے دل سے سنو! ہم اپنے اسلاف کے تحفظ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں، ان کی کتابیں ان کے عقائد کی آئینہ دار ہیں، ہم از اول تا آخر ان کا احیا کریں گے اور اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر دم لیں گے۔ یہ کوئی لوٹ کا مال نہیں جنھیں جس کا جی چاہے اڑا لے جائے، ہوش دار! اب دیو کے بندوں کی کوئی شاطری نہیں چلے گی اور تقلید کے دشمنوں کی کوئی چالاکی کام نہیں آئے گی حتی کسی رنگ باز نیچری یا مرزائی کو بھی حق پرستوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی مجال نہیں ہوگی۔ اب صرف حق کا چرچا ہوگا، حق کا بول بالا ہوگا اور باطل ذلیل و رسوا ہوگا، باطل کا اس دنیا میں کوئی ٹھکانہ نہیں بچے گا۔۔۔۔ رہے نام اللہ کا!!!

یار لوگوں نے اپنی حدیث النفس کو سچا دکھانے کے پس منظر میں طرح طرح کی باتیں گھڑیں۔ درود گرامی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کو شرک و بدعت تو وہ برسوں سے کہتے

چلے آ رہے ہیں، مگر کچھ عرصہ سے اتہام طرازوں نے اسے فیصل آبادی درود ثابت کرنے کی مہم چلا رکھی تھی، کچھ الزام تراشوں نے اسے Made in Bareilly کہا، "فتاویٰ ثنائیہ" میں اس قسم کے درود کو بناوٹی اور ناجائز کہا گیا۔ (دیکھیے ج ۲ ص ۷۷، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور ۲۰۱۰ء)

زبیر احمد ظہیر (ایڈیٹر ماہ نامہ "صوت العرب" لاہور) نے اس کو توحید و آل و اصحاب رسول کے خلاف سازش قرار دیا، وجہ یہ بتائی کہ اس میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔

(بحوالہ ماہ نامہ "القول السدید" لاہور، جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۲۸، ۳۶، ۳۸)

یہ سب ان کے منھ کی باتیں ہیں، اندر کی بات یہ ہے کہ درود ہو خواہ کوئی وظیفہ! ان حضرات کو یارسول اللہ کے الفاظ سے تکلیف ہے، ورنہ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کے تو یہ لوگ بھی قائل ہیں، جھگڑا ہے تو ایک حرف "یا" سے۔ اس "یا" کو مٹانے کے لیے ان مورکھوں نے کیا کچھ نہیں کیا، ظالموں نے قرآن و حدیث کے مدلولات و مفاہیم میں تحریفات کر ڈالیں، کتابوں کے متون میں تغیرات کیے، مسلمات پر تعرضیں کیں، اکابر امت پہ بہتان باندھے، عوام الناس کے روبرو جھوٹ بولے، لیکن یہ "یا" آج تک اپنی ازلی و ابدی تاب و تواں کے ساتھ سلامت ہے اور ان شاء اللہ تا ابد ہر لحظہ، ہر لمحہ اس کی نصرت اور ندرت فزوں تر ہوتی رہے گی۔ اُف ہے نادانو! تم پر! کیا ایسی مقدس باب میں عداوت چاہتے ہو! مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

(حضرت رضا بریلوی)

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ایک تاریخی دستاویز ہے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ ذکر و ورد و درود بریلی کا مصنوع ہے نہ فیصل آباد یا کسی شہر سے درآمد کردہ ہے، بلکہ جب بریلوی شخص اتنا معروف نہیں تھا اس سے قبل بھی یہ امت مرحومہ کا متوارث معمول تا آں کہ صحابہ سے منقول ہے۔ چناں چہ ہمارے عالم علامہ شہاب الدین احمد خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمَنْقُوْلُ: اِنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّۃِ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

"منقول ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی ﷺ سے ملاقات کے وقت اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کے الفاظ سے سلام و تحیت پیش کرتے تھے۔"

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۵۳، دار الفکر، بیروت)

اس نایاب رسالہ کا قدیمی نسخہ ادارہ کو اہلِ سنّت و جماعت کے جوان جہان محقق عاشق مصطفیٰ ورضا حشمت مآب میثم عباس قادری رضوی (مدیر مجلہ "کلمۂ حق"، پاکستان) کی تگ وتاز سے وصول ہوا۔ موصوف نے اس نوع کے دیگر چند نامعلوم جواہر بھی مرکز کو فراہم کر رکھے ہیں۔ رب تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب ان کی اشاعت کے اسباب مہیا فرما دے تو بہت جلد یہ نوادرِ علمی قدردانانِ ورثۂ اکابر کی نذر کیے جائیں گے۔ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْر۔

فروغِ کتاب کے سلسلۂ یمن و برکت کو جاری رکھنے کی سعادت اس بار شُبانِ اسلام میں سے چار پھولوں کے حصے آئی۔ محبّم محبوبم جناب محمد بلال احمد مجددی اویسی (بانی محتاج النبی کمیٹی، گجرات) نے ۴۰۰۰ روپے اور عزیز القدر برادرم محمد عمیر اشرف مجددی (رحیم یار خاں) نے ۳۶۵۰ روپے اور شفیقی وعزیزی حافظ عارف اسلم (اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور) نے ۲۰۰۰ روپے اور دین پرست علم دوست جناب ڈاکٹر ذوالفقار چاولہ صاحب (ریوی نیو ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور) سَلَّمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْنِ نے ۱۰۰۰ روپے وقف کیے۔ یوں یہ مالیت مبلغ ۱۰۶۵۰ روپے ہوئی۔ اللہ الغنی القدیر ان مخلص احباب کی یہ پیش کش اپنی جناب میں منظور فرمائے اور اس قوم کے نوخیزوں کو ان دوستوں کی طرح کشادہ دل وکشادہ دست بن کر دینِ متین کی ترقی اور کتاب کی ترویج کے لیے خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے بِجَاهِ النَّبِيِّ الْجَوَادِ الْكَرِيْمِ۔

مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی نقش بندی مجددی قصوری رحمۃ اللہ علیہ اندرون موچی گیٹ، لاہور کے محلہ چلہ بی بیاں میں پیدا ہوئے۔

والد کا نام مولانا حسن بخش قریشی صدیقی تھا۔ والدہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قادری قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) کی ہمشیرہ تھیں۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غلام محی الدین قصوری ابن مولانا غلام مصطفیٰ ابن مخدوم پنجاب حضرت حافظ غلام مرتضیٰ (بابا بلھے شاہ اور پیر وارث شاہ آپ کے فیض یافتگان سے ہیں) تلمیذ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علاوہ نسبت خواہر زادگی شرفِ دامادی وشاگردی اور تعلق

بیعت و خلافت حاصل تھا۔ درسیات کی بعض کتب اپنے ماموں زاد حضرت صاحب زادہ خواجہ عبد الرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) سے پڑھیں۔

آپ کے ایک بھائی مولانا محمد بخش بلبل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مسجد ملا مجید، لاہور میں خطابت و تدریس کرتے تھے۔ اولاد میں ایک صاحب زادے عبد الرحمٰن تھے۔ انھی کی وجہ سے کنیت ابو عبد الرحمٰن کرتے تھے۔ دوسرے صاحب زادے غلام ابو بکر اور ایک صاحب زادی ہاجرہ بیگم والدۂ جناب سید مراتب علی شاہ رئیس اعظم لاہور تھی۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کے دو عظیم کارنامے تا وقوعِ قیامت یاد رکھے جائیں گے:

۱- متنبی ہندوستان مسیلمۂ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی (مردہ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) نے جب ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ اور ۱۸۸۲ء میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، اس عرصے سے ۱۸۸۳ء تک "براہین احمدیہ" جو اس کے خانہ ساز الہامات کا مجموعہ اور زندگی کی سب سے پہلی کتاب تھی، کی تین جلدیں شائع ہوئیں۔ مولانا قصوری نے اولاً اس پر گرفت کی اور رسالہ "تحقیقات دستگیریہ" لکھ کے اس کی دعاوی کو منافی اسلام ثابت کیا اور اس پر ہندوستان کے جید علما سے تصدیقات لے کر شائع کر دیا۔ اتنے میں ۱۸۸۴ء میں براہین کی چوتھی جلد بھی طبع پزیر ہو گئی۔ مولانا قصوری کی جانب سے زبانی تنبیہ و دعوت رجوع اور مناظرہ کا سلسلہ جاری رہا، مرزا قادیانی جب اپنی روش پر ڈھیٹ بنا رہا تو کچھ عرصہ بعد مولانا قصوری نے اپنی مذکور کتاب عربی میں خلاصہ کر کے حرمین کے علما کو بھیجی، ان حضرات علما کو پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعے ہی فتنۂ قادیانیت سے آگہی ہوئی۔ چناں چہ انھوں نے مرزا قادیانی کے عقائد پر فتواے کفر صادر فرمایا۔ یہ سب مولانا قصوری کی اولیات سے ہیں۔ مرزا قادیانی کو خود اس کا اقرار تھا، وہ لعین کہتا ہے:

> "مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنھوں نے میرے کفر کے لیے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔"

(حقیقۃ الوحی، تتمہ اس نشان ص ۲۴۷؛ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۹، نظارت اشاعت ربوہ پاکستان ۲۰۰۸ء)

۲- فتح تاریخی مناظرہ بہاول پور۔ یہ وہ یادگار مناظرہ ہے جس کا باعث اِنْعِقَادُ الْبَرَاهِيْنِ الْقَاطِعَةِ عَلٰى ظَلَامِ الْأَنْوَارِ السَّاطِعَةِ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مدرس اول جامعہ عباسیہ بہاول پور)، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی خلاف اسلام عبارات تھیں۔ اس مناظرہ

کے حکم شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید ﷫ صاحب سجادہ، آستانہ قدسیہ چاچڑاں شریف (متوفی ۱۳۰۹ھ/۱۹۰۱ء) بنائے گئے جو والی ریاست بہاول پور نواب محمد صادق عباسی کے پیرو مرشد تھے۔ مولانا قصوری نے اہل اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے مولوی خلیل احمد سہارن پوری اور اس کے معاونین کے دلائل کا رد بلیغ کیا جس سے وہ لاجواب ہو گئے۔ اخیر میں حضرت خواجہ صاحب نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے حق میں فیصلہ سنایا اور مولوی خلیل احمد کے بارے میں کہا کہ "مولف مذکور مع اپنے معاونین کے وہابی اہل سنت سے خارج ہیں۔"

(سرورق تقدیس الوکیل، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

اس کے بعد خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکال دیا گیا۔ مناظرہ کی روداد خود مولانا قصوری نے مرتب کی جو حضرت خواجہ صاحب کی امداد سے چھپی۔ بعد میں جب کچھ لوگ اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکاری ہوئے تو مولانا نے روداد کا عربی ترجمہ کر کے علمائے مکہ و مدینہ کی خدمت میں پیش کی تو تمام نے اسے اپنی تصدیقات سے مزین فرمایا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی ﷫ (متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۳۳۴ء) نے اپنی ذی شان تقریظ میں لکھا:

"میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔"

(تقدیس الوکیل ص ۳۰۷، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

قبل ازیں ادیب ہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری ﷫ (متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) نے اپنے اخبار میں لکھا تھا:

"اس کا نام رشید اور کام غیر رشید ہے۔" (تقدیس الوکیل ص ۱۰، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

دو درجن کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اپنی کتابیں اہل ثروت کی امداد سے چھپواتے اور مفت تقسیم کرتے۔ معلوم مطبوع کتب کے نام یہ ہیں:۔

۱- مخرج عقائد نوری بجواب نغمہ طنبوری از پادری عماد الدین
۲- تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ (اردو)
۳- رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین (خلاصہ عربیہ تحقیقات دستگیریہ)
۴- فتح رحمانی بدفع کید قادیانی
۵- جواہر مضیہ برد نیچریہ

۶- ہدیۃ الشیعتین (۱۲۹۰ھ) (فارسی)

۷- منقبت چار یار مع حسنین (۱۲۹۵ھ) (اردو ترجمہ ہدیۃ الشیعتین)

۸- تحقیق تقدیس الوکیل

۹،۱۰- تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل (اردو و عربی ترجمہ)

۱۱- توضیح دلائل (۱۳۰۰ھ) / تصریح ابحاث فرید کوٹ (۱۹۴۰ بکرمی)

۱۲،۱۳- عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان (۱۲۸۵ھ) (فارسی و اردو ترجمہ)، بجواب معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی

۱۴- نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار

۱۵- تحفہ دستگیریہ بجواب اثنا عشریہ از مولوی غلام العلی قصوری ثم امرت سری (فارسی)

۱۶- ظفر المقلدین بجواب ظفر المبین از مولوی محی الدین لکھوی

۱۷- عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین

۱۸- جواب اشتہار کفریت درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ از میاں نذیر حسین دہلوی

۱۹- کشف المستور عن مسئلہ طواف القبور

۲۰- ظہور اللمعۃ فی ظہر الجمعہ بجواب تبصرۃ الجمعۃ فی جمیع الامکنۃ والازمنہ

۲۱- تحقیق صلوٰۃ الجمعہ (۱۲۸۸ھ) بجواب تذکرۃ الجمعہ

۲۲- (مقدمہ) جواب اعتراضات بر تحفہ رسولیہ از مولانا غلام محی الدین قصوری

آپ کی تصانیف کو عرب و عجم میں قبول دوام عند الخواص و العوام کا رتبہ حاصل ہوا۔ ہندوستان کے اہلِ علم و فضل کو تو ان جواہر علمیہ نے مستفیض کیا ہی، حجاز کے علما بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اسی لیے ہر دو خطوں کے علما نے جا بجا ان کتب کو اپنی تقریظات و تائیدات سے مُوثّق کیا۔ برِ عظیم کے علما میں سے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مناظرِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الٰہ آبادی، قطب لاہور مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری، حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلوی، حضرت غلام نبی للّٰہی، مولانا حکیم غلام احمد حافظ آبادی، مولانا مشتاق احمد حنفی، مولانا مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی، مولانا غلام محمد بگوی، شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ حیدر آبادی کی تصدیقات آپ کی کتب پر موجود ہیں اور حرمین محترمین کے

متقیان سے شیخ العلماء محمد صالح بن صدیق کمال حنفی، شیخ الاسلام محمد سعید بن محمد سالم باصبیل شافعی، شیخ محمد علی بن حسین شافعی، شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی از مکہ مکرمہ، شیخ عثمان بن عبد السلام حنفی داغستانی، سید جعفر بن اسمٰعیل شافعی برزنجی از مدینہ منورہ اور مدرس مسجد نبوی شیخ محمد علی بن طاہر وتری حسینی وغیرہ کی تقاریظ آپ کی کتابوں پر ملتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) سے بھی مولانا قصوری کا بہ حیثیت بزرگ معاصر کے علمی ربط تھا۔ جب "سُبْحٰنَ السُّبُّوْح عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوْح" (۱۳۰۷ھ) تصنیف ہوئی، مولانا قصوری ان ایام میں نزیل بریلی تھے، کتاب پیش کی گئی، دیکھ کر مسرور ہوئے، آنکھوں سے لگایا تقریظ رقم فرمائی جس میں مولف کو "علامہ، فہامہ، ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف، بقیۃ السلف" جیسے باتکریم القاب سے یاد کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں بھی آپ کی وقعت مسلم تھی۔ آپ نے اپنے رسالہ مبارکہ "دامانِ باغِ سُبْحٰنَ السبوح" (۱۳۲۶ھ) میں ایک جگہ حاشیہ میں مولانا قصوری پر مخالفین کی نقد کا ذکر کر کے جواباً ان پر نقض کیا ہے جس سے مقصود دفاعِ نفس مسئلہ اور مولانا قصوری کا اجلال ہے۔ اور جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے لکھا ہے کہ

> "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پنجاب کے لوگوں نے دعوت دی تو آپ نے فرمایا: وہابیوں کے سرکوب مولانا غلام دستگیر قصوری کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔"

۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو وصال ہوا۔ آپ کے شاگرد مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء) نے "غُفِرَ لَہٗ" سے مادہ تاریخ وفات استخراج کیا ہے۔ قصور کے بڑے قبرستان میں جائے آرام ہے۔

اس مضمون کے بنیادی ماخذ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی کتاب "تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور" کے وسط اور "تقدیس الوکیل" کی ابتدا میں نوشتہ حالات مولانا قصوری ہیں۔

اعلام بہجت لزام

ادارہ چاہتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مرشد گرامی مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتابیں تحقیق و تخریج اور اعلیٰ معیار کے ساتھ طبع کر کے شائع کی جائیں۔ اس سلسلے میں زیادہ تر مواد جمع کر لیا گیا ہے، بقیہ تک رسائی کی کوشش جاری ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ احیائے دین کے لیے ادارہ کی دستگیری کریں۔ اس عظیم مقصد کے اتمام کے لیے ان بزرگوں کے اخلاف اور متوسلین کو بالخصوص وسائل کی فراہمی پر توجہ کرنی چاہیے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَ الْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔

www.facebook.com/Molana Ghulam Dastageer Kasuri

مولوی غلام رسول قلعوی مرحوم

مولوی غلام رسول ابن مولوی رحیم بخش ۱۲۲۸ھ/ ۱۸۱۳ء کو کوٹ بھوانی داس ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا اکثر حصہ قلعہ میہاں سنگھ میں گزارا۔ مولوی صاحب کے دادا حافظ نظام الدین خادمؔ (متوفی ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) اپنے وقت کے عالم اور فارسی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ مروجہ علوم عربیہ کی تحصیل مولانا غلام محی الدین بگوی اور حافظ احمد الدین بگوی سے کی اور میاں نذیر حسین دہلوی اور حضرت شاہ عبد الغنی بن شاہ ابو سعید مجددی سے سند حدیث حاصل کی۔ اخوند سید محمد امیر کوٹھا والے (مرید سید احمد بریلوی) سے بیعت کی۔ پنج باب وغیرہ کتابیں لکھیں۔ مشہور زمانہ نظم "دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے" مولوی صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں وفات پائی۔

مولوی صاحب سے استفادہ کرنے والوں میں جہاں غیر مقلد وہابی حضرات شامل تھے وہیں مناظر اسلام مولانا حافظ ولی اللہ حنفی لاہوری بھی تھے، بل کہ پلے بڑے بھی یہیں تھے۔

رسالہ تراویح جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے رد میں ۲۰ تراویح کے حق ہونے پر لکھا۔ جناب محمد اسحٰق بھٹی نے اس کی تردید کی ہے لیکن بلا شاہد۔

شیخ رحیم بخش نے اس رسالہ کے شروع میں لکھا ہے کہ مولوی صاحب کی مسجد میں درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھا جاتا تھا۔

مولوی صاحب کی مشہور مناجات

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں　　　میرا احوال رو رو کے سنائیں

کا ایک شعر ہے:

میرا دل خوں کیتا درد تے غم　　　ترحم یا نبی اللہ ترحم

دیگر مناجات سے چند اشعار ملاحظہ ہوں!

کر مہر یا حضرت نبی منگاں تیرا دیدار میں
اوڑک ہاں گولی آپ دی توڑے ہاں بد کردار میں
یا رحمۃ للعالمین و اے سرورِ دنیا و دیں!
کور و سیاہ ایسے نہیں جیسے ہاں اور گنہ گار میں

یا رسول اللہ! بہ حالم یک نگاہِ رحمتے　　　کز دو عالم دیدہ دوزم در سکات جا بخم

کای سید سرورِ دو عالم　　　اے شافعِ حشر و فخرِ آدم!

نعت کا ایک شعر یوں ہے:

وَهُوَ النَّبِيُّ شَفِيعُنَا خَيْرُ الْبَشَرِ خَتْمُ الرُّسُلِ
هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ كَالشَّمْسِ فِي وَسْطِ النَّهَار

"شرح فتوح الغیب" از شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ در مطبع ہوپ، لاہور، ۱۲۸۲ھ پر مولوی صاحب قطعہ تاریخ طباعت یوں رقم کرتے ہیں:

اِنَّهٗ تَصْنِيْفُ غَوْثِ الْاَعْظَمِ　　　قُطْبُ اَفْلَاكِ الطَّرِيْقَةِ وَ الْهُدٰی

یہ احوال اور کلام زیادہ تر مولوی صاحب کے پسر عبد القادر اور محمد اسحٰق مجتبیٰ کے مرتب کردہ تذکروں سے انتخاب کیے گئے ہیں اور یہ اس لیے لکھے گئے ہیں کہ آج کے بعد مولوی غلام رسول صاحب کو غیر مقلد وہابی لکھنے والے سنی حنفی قلم کار ان کے مذہب و مسلک کے بارے مزید تحقیق کر کے لکھیں، کیوں کہ کچھ معترین سے سنا گیا ہے کہ مولوی صاحب سنی تھے۔ ان کے اخلاف نے وہابیت پھیلانی شروع کی۔ اور یہ کڑا سچ ہے کہ طبقۂ وہابیہ نے اپنے دوٹوک حریف مولانا غلام دستگیر قصوری تک کو نہیں چھوڑا، تو مولوی صاحب کی سوانح حیات کے کچھ تانے بانے تو پھر بھی ان سے مل جاتے ہیں تو ان کو اپنا ہم نوا بنانا اس قوم کے لیے کون سا بڑا کام ہے!!!!!

محمد رضاء الحسن قادری

موتمر دار الاسلام، لاہور

پیر، ۲۴ رمضان ۱۴۳۳ھ / ۱۳ اگست ۲۰۱۲ء

باسمہٖ سبحانہٗ

برادران دین و اسلام پر مخفی نہ رہے کہ چند ماہ سے جو ایک اشتہار مولوی احمد علی برادرزادہ مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والا اور مولوی عبدالعزیز خلف مولوی صاحب مرحوم قلعہ والا کی طرف سے بدیں مضمون شائع ہوا کہ درود اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ بہ لحاظ معانی ظاہر کے پڑھنا کفر ہے اور بدون لحاظ معانی الفاظ ظاہر کے پڑھنا بدعت سئیہ ہے۔

اس کو دیکھ کر اکثر مسلمانوں کو سخت رنج ہوا کہ یہ درود مسلمانوں میں پڑھنا مدت ہا سے چلا آتا ہے، کبھی کسی عالم دین دار نے اس کو منع نہیں کیا اور خصوص مولوی صاحب مرحوم قلعہ والوں کی مسجد میں پڑھا جاتا تھا، انھوں نے بھی کبھی منع نہیں فرمایا تھا۔ یہ کیسا نیا فتوی جاری ہوا جس نے ہزار ہا مسلمانوں کو کافر و بدعتی بنا دیا۔

اس پر راقم کے خیال میں آیا کہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو جو خاندانی عالم اور ہمارے زمانہ میں ایک مشہور، معروف دین دار فاضل ہیں اور ان کی تحقیقات کی حرمین شریفین سے بھی تصدیق ہوتی رہتی ہے اور مفتیانِ حرمین شریفین ان کو بہت ادب و تعظیم سے یاد فرماتے ہیں جیسا کہ رسالہ رد مرزا قادیانی سے پایا جاتا ہے، گوجراں والا میں اس دینی کام کی تحقیق کے واسطے تکلیف دینا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ راقم نے بہ ہمراہی شیخ فضل الٰہی و شیخ عبداللہ کے حضرت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں مکرر لکھا جس پر مولانا صاحب ۵ رماہ جمادی اخری ۱۳۱۳ھ کو وارد گوجراں والا کے ہوئے، ان کی خدمت میں وہ اشتہار مطبوعہ فخر الدین پریس، لاہور پیش کیا۔ اس کو دیکھ کر مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف معنوی کر کے فتوی کفر و بدعت کا دیا ہے۔ فقیر نے اٹھائیس سال سے اس کا رد رسالہ "تحفہ دستگیریہ" میں لکھا ہوا ہے۔ اگر اشتہار دینے والے مولوی

صاحب فقیر کے رو بہ رو ہوں تو آپ لوگوں کو یقین کرا دیا جائے کہ اُن کی غلط فہمی یا تعصب ہے۔
اس لیے راقم نے ایک رقعہ بہ خدمت مولوی احمد علی صاحب موضع کوٹ بھوانی داس میں اور دوسرا رقعہ بہ خدمت مولوی عبد القادر و مولوی عبد العزیز صاحبان کے موضع قلعہ میہاں سنگھ میں ہم دست آدمی اجورہ دار کے بدیں مضمون بھیجا کہ اتفاقِ حسنہ سے مولانا صاحب قصور والے اس جگہ تشریف رکھتے ہیں، اگر آپ تینوں صاحب یہاں تشریف لے آئیں تو آپ کے اشتہار کی نسبت تحقیق ہو جائے۔ چوں کہ ہم لوگوں کو آپ کا ادب اور تعظیم بہ سبب قرابت حضرت مولوی صاحب مرحوم کی ہے اور ہم کو ان پر بہت سا اعتقاد ہے اور اُن کے اس شعر ؎

مرا دل چور کیتا درد تے غم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

سے ہم کو یقین ہے کہ وہ اس لفظ کو درست اور روا جانتے تھے۔ سو اگر آپ کی تحقیق حق نکلے تو ہم لوگ بھی تسلیم کریں گے۔

دوسرے دن ہم دست اجورہ دار کے مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کی طرف سے جواب آیا کہ ہم جاہل اور ان پڑھ نہیں، ہم کو کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے خوب تحقیق ہے، ہم ان کی تحقیق کے محتاج نہیں، ہم مرغوں کی طرح نہیں کہ جہاں کوئی بلائے۔ لوگوں کو جنگ دکھائیں۔ اگر مولوی صاحب کو تحقیق کرنا اس مسئلہ میں منظور ہے تو یہاں تشریف لے آئیں۔ کیا پانچ کوس تک آنا ان کے واسطے مشکل ہے؟ مباحثہ سے کیا حاصل ہے! ہر ایک مولوی اپنی کی ہوئی بات کی حمایت کرتا ہے خواہ اس میں جھوٹا ہو۔ اور ہمارے والد مرحوم نے صبا سے ندائی ہے جو ابتدا میں فرماتے ہیں: ؎

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں
میرا پیغام رو رو کے سنائیں الخ

اور مولوی احمد علی کا جواب یہ آیا کہ صاحب من! آپ کے خط کا جواب مولوی صاحب عبد

العزیز نے مناسب دے دیا ہے، میری طرف سے وہی کافی ہے۔ راقم احمد علی از کوٹ بھوانی داس۔ ۲۵؍نومبر۔

اس جواب سے ہم لوگوں کی تسلی ہو گئی تھی جو خوب تہذیب سے دیا اور اپنے والد کو ہوا سے باتیں کرنے والا بنایا ہے، مگر مولانا صاحب قصوری نے بہت ہی تاکید سے فرمایا کہ فقیر ضرور ان کی خدمت میں جائے گا تاکہ اہل اسلام کے دل سے خلل بالکل رفع ہو جائے۔

اس پر راقم نے شیخ محمد الدین صاحب سے مشورہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کے ساتھ ہم لوگوں کا جانا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ یہ مشورہ ہو کر بہ صلاح ان کی راقم نے دوسرا رقعہ مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کو لکھا کہ کل بہ روز چارشنبہ ہم لوگ مولانا صاحب کے ہم راہ موضع بھوانی داس کے کوٹ میں مولوی احمد علی صاحب کے پاس جائیں گے کہ اس اشتہار میں اول ان کا نام اور آگے مباحثہ بھی اس جگہ ہوا ہے، آپ دونوں صاحب بھی بہ راہ مہربانی وہاں آجائیں تاکہ آپ کے اشتہار کی صحت ہو جائے۔ فقط۔

پھر بہ روز چارشنبہ ہم چھ شخص شیخ محمد دین، شیخ حسن محمد، شیخ فضل الٰہی، میاں جیون عطار، راقم شیخ رحیم بخش سکنائے گوجراں والا، مولوی غلام حسین صاحب ساکن موضع گوندلاں والا تحصیل گوجراں والا حضرت مولانا صاحب کے ہم راہ دو یکہ میں سوار ہو کر کوٹ بھوانی داس کو روانہ ہوئے، جب موضع مذکور میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ مولوی احمد علی صاحب رقعہ کا جواب لکھتے ہی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔ مولوی غلام قادر مدرس نے جو اس مباحثہ میں فریق ثانی تھا، سب کو اپنے مکان پہ اتارا اور بہت خاطر سے پیش آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے تو اول ہی لکھ دیا تھا کہ احمد علی ہرگز مقابلہ نہ کر سکے گا، مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مولانا صاحب کا ہمارے گاؤں میں آنا ہماری عزت و فخر ہے۔

بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ تب مولانا صاحب نے قرآن مجید سورہ حٰمٓ احقاف سے دکھلایا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ الآیۃ کے مابعد آیت وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ

سے صاف ثابت ہے کہ دعا سے عبادت مراد ہے۔ اشتہار میں دھوکا دہی سے پکارنا مراد رکھ کر "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کے لفظ کو کفر و بدعت لکھا ہے اور نیز "انوارِ محمدی" سے سب کو دکھلایا کہ ان لوگوں کے بڑے معتبر مفسر نے جس کی "تفسیر محمدی" سے اشتہار میں ہندی اشعار سند لکھے ہیں، اُن کے نزدیک کتے، خنزیر وغیرہ کے گوبر بول پاک ہیں۔

بعد اس کے مدرس مشار الیہ نے ذکر کیا کہ احمد علی نے محض مجھ سے حسد اور عداوت کی وجہ سے اس درود کو کفر و بدعت لکھا ہے۔

آخر مولانا صاحب ظہر کی نماز کے بعد وہاں سے قلعہ میہاں سنگھ کو تیار ہوئے کہ مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان بھی جو باوصف اطلاع کے یہاں نہیں آئے ہم اب ان کے گاؤں میں چلتے ہیں۔ مدرس صاحب مذکور اور کئی دوسرے سکنائے گاؤں نے التجا کی کہ آپ ایک رات یہاں رہیں۔ ہم سب نے جواب دیا کہ اگر مولوی احمد علی یہاں ہوتے یا مولوی صاحبان قلعہ والے ہی یہاں آئے ہوتے تو ہمارا رہنا مناسب تھا، ہم سب لوگ جو اپنے نہایت ضروری کاروبار چھوڑ کر آئے ہیں، بلا مطلب بیکار ہیں۔ اب رات قلعہ میں رہیں گے۔

تب یکہ والوں کو علاوہ تین روپیہ چار آنہ کرایہ سابقہ کے ڈیڑھ روپیہ اور دینا کر کے قلعہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ بالکل خراب تھا، بعد مغرب کے موضع مان میں پہنچے جہاں سے قلعہ ایک میل کا فاصلہ تھا۔ شیخ محمد دین صاحب نے کہا کہ اس جگہ کے باشندے شیخ شاہ محمد وغیرہ کے ہاتھ جو قلعہ میں مولوی صاحبوں کو خط بھیجا تھا ان سے دریافت کر لیں کہ مولوی صاحبوں کو وہ خط پہنچایا اور وہ کیوں نہ آئے۔ یکوں کو راستہ پر کھڑا کر کے تینوں شیخ صاحب شیخ غلام محمد وغیرہ کے گھر میں گئے۔ بعد کچھ دیر کے راستہ پر آ کر حضرت مولانا صاحب کو سنایا کہ یہ دونوں صاحب رقعہ ہمارا مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کے پاس لے گئے تھے، انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے گاؤں میں نہ آئیں! اگر آئیں گے تو خون تک نوبت پہنچ جائے گی اور نہ ہم کوٹ جاتے ہیں۔ اگر موضع مان میں رہیں اور تحریری مباحثہ کریں تو منظور ہے۔

اس جواب کے سننے سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اب یہاں اترنا مناسب ہے اور

ایک رقعہ ان کی خدمت میں لکھنا چاہیے۔ تب شیخ محمد دین اور حسن محمد نے دونوں صاحبوں کو رقعہ لکھا کہ حسب تحریر آپ کی ہم مولانا صاحب کو ہمراہ لے کرکوٹ میں گئے تھے، بہ سبب موجود نہ ہونے مولوی احمد علی کے اب آپ کی طرف آتے تھے، راستہ کے پیغام سے ہم موضع مان میں ٹھہر گئے ہیں، اگر آپ اس جگہ تشریف لے آئیں تو کمال عنایت ہوگی، ورنہ ارشاد ہو تو ہم حاضر ہو جائیں۔

یہ رقعہ دو آدمیوں کے ہاتھ قلعہ میں بھیجا۔ عشا کے بعد جواب آیا کہ ہم ہرگز موضع مان میں نہیں آتے اور اگر بہ موجب عادت قدیمی کے مولوی صاحب نے واویلا کر کے الزام دینا ہو تو وہ اس جگہ بھی نہ آئیں اور زبانی دریافت ہوا کہ راقم پر مولوی صاحبان بہت ناراض ہیں بہ سبب تحریر رقعوں کے کہ اس نے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور ہم کو سخت سُست کہتا ہے۔ اس پر راقم کا خیال بھی تھا کہ قلعہ میں نہ جائیں، تب مولانا صاحب نے فرمایا کہ فساد اور دنگا دونوں طرف کے غصہ سے ہوتا ہے، فقیر کو تو وہ اگر دشنام بھی دیں گے یا کچھ زیادتی کریں گے تو میں ہر طرح سے تحمل کروں گا۔ اب اس قدر نزدیک آ کر ان کے پاس نہ جانا، افسوس رہے گا، ان کے پاس چلنا ہی مناسب ہے۔

تب شیخ محمد دین اور حسن محمد صاحبان نے جو مولوی صاحبان قلعہ والا کے قدیم سے معتقد اور معقول خدمت کرنے والے تھے اس بات کو پسند کر کے بہ توکل الٰہی قلعہ کو روانہ ہوئے اور مولوی صاحب کی مسجد میں جا اترے۔ بعد دیر کے دونوں مولوی صاحبان مسجد میں آئے۔ بعد ملاقات کے شیخ محمد دین اور حسن محمد اور فضل الٰہی کو علاحدہ حجرہ میں بہ نام حقہ نوشی کے لے گئے، وہاں بیٹھ کر مولوی عبدالقادر نے ذکر کیا کہ اس اشتہار پر ہمارے چچازاد برادر مولوی احمد علی نے ہمارا نام درج کر لیا ہے، اب ہم کو وہ بات نباہنی پڑ گئی ہے، ہم اس مباحثہ وغیرہ کے بانی نہیں ہیں۔

اس کے جواب میں شیخ محمد دین نے کہا کہ اگر اس فتویٰ کفر وغیرہ سے آپ کی بریت ہے تو ہمارا عین مقصود ہے اور اگر آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا کا کچھ ثبوت دینا ہو تو مولانا صاحب آپ کے پاس آ گئے ہیں۔

اس پر جواب دیا کہ مولوی صاحب تہذیب اور نیک نیتی سے مناظرہ کریں۔

تب شیخ محمد دین نے مولانا صاحب سے یہ ذکر کیا اور دونوں مولوی صاحبان بھی مولانا صاحب کے پاس مسجد میں آگئے، تب مولانا صاحب نے دونوں سے مخاطب ہو کر ذکر کیا کہ فقیر کی آپ سے تو سابقہ ملاقات بھی نہیں، میری عادت واویلا کرنے یا الزام دینے کی آپ نے کب سے معلوم کی تھی جس پر ایسی روکھی باتیں لکھ رہے ہیں کہ مرغوں کا جنگ نہیں دکھاتے اور خون تک نوبت پہنچ جائے گی۔

تب مولوی عبد القادر نے جواب دیا کہ مباحثہ سیالکوٹ ولاہور کا حال ہم نے سنا تھا۔

مولانا صاحب نے جواب دیا کہ فقیر تو ان دونوں میں شامل نہیں تھا۔

پھر کہا کہ مباحثہ فرید کوٹ میں نور احمد کا مقابلہ کس نے کیا تھا؟

تو مولانا صاحب نے جواب دیا کہ مباحثہ فرید کوٹ میں بھی فقیر شامل نہ تھا، بعد مباحثہ کے فقیر نے جب کتاب مباحثہ تالیف کر کے چھپوائی تھی تو اس پر میاں نور احمد نے غلطیات نکال کر ریاست میں مناظرہ کیا تھا، علاوہ غلطیات کے سرغنہ ہونے مقدمہ کاؤکشی مقام کھیم کرن کا الزام فقیر پر لگایا تھا جن میں ایک والی ریاست اہل ہنود کے یہاں سخت اتہام دے کر ناحق دشمنی کرانے میں کوشش کی تھی، تو جب فقیر کی غلطیات سے حسب فیصلہ اس کے منصفوں کے بریت ہوگئی تو مقدمہ الزام کاؤکشی میں بھی نام بردہ جھوٹا ہوا تو ریاست سے وہ قید اور جرمانہ کا سزایاب ہوا تھا۔ اب غور کرو کہ اپنی جان اور عزت کے بچانے کے واسطے جو کام کیا جائے تو اس میں کیا الزام ہے؟

بعد اس کے ایک شخص نابینا جو مولوی صاحبوں کا قرابتی تھا، وہ ایک رسالہ بغل میں لے کر مولانا صاحب کے پاس آبیٹھا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے الفیہ نحو کا سبق پڑھتا ہوں، مجھے پڑھائیں!

تو مولانا صاحب نے تبسم کر کے جواب دیا کہ فقیر تو آپ کے پاس آیت قرآن کے معنے کی تحقیق کے واسطے آیا ہے، سبق پڑھانے نہیں آیا ہے۔

اس پر دونوں مولوی صاحبوں نے کہا کہ یہ حافظ ہمارا قرابتی ہے، ہم سے پڑھتا ہے، آج آپ اس کو سبق پڑھائیں اور دوسرے لوگ بھی ان کے گاؤں کے جو بہت سے جمع تھے وہ بھی بولے کہ کیا مضائقہ ہے؟

تب مولانا صاحب نے پھر مکرر کہا کہ یہ کیا دستور ہے، جس بات کے واسطے ہم لوگ آئے یا اس سے علاوہ دوسری بات کیوں شروع کرتے ہو! آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ طالب علم اور ہم دونوں مولوی کہہ دیں گے کہ غلط تقریر کرتے ہیں، ان کو علم نہیں، کیا بحث کے واسطے آئے ہیں اور یہ دیہاتی لوگ کیا جانتے ہیں، اگر ایسا منظور ہے تو کسی عالم کو منصف بٹھا کر پڑھنا پڑھانا بھی دیکھ لینا۔

پھر مولوی صاحبان اس پر اصرار کیے گئے۔ تب شیخ محمد دین نے کہا کہ یہ کیا تہذیب ہے جو آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں؟ مولانا صاحب کے مکان پر بھی کئی طالب علم پڑھتے ہوں گے، یہ موقع اب امتحان کا کیا ہے؟

آخر مولوی صاحبان نے پھر دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور مولوی عبد العزیز نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اس درود کا ثبوت دیں، میں لکھتا ہوں۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ فقیر نے اٹھائیس برس سے رسالہ "تحفۂ دستگیریہ" اس کے ثبوت میں شائع کیا ہوا ہے، اس میں سب کچھ درج ہے۔ اب کیا ثبوت لکھانا ہے؟ ہم تو آپ کی خدمت میں آیت کے معنی کی تحقیق کے واسطے آئے ہیں، اب آپ براہِ مہربانی ایک دو معتبر تفسیروں سے اس کی صحت کرا دو!

تب مولوی صاحبان اس پر متوجہ نہ ہوئے اور یہی کہتے گئے کہ اس کا ثبوت دو!

مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے رقعہ میں دیکھو ہم کو کس بات کے واسطے آپ نے طلب کیا ہے۔ جب مکرر کہنے سے مولوی صاحبوں نے کسی تفسیر سے اپنے معنے بیان کیے ہوئے کا ثبوت نہ دیا تب مولانا صاحب نے مکرر کہا کہ افسوس ہے! آپ آیتوں کے معنے غلط تحریر کر کے فتویٰ دیتے ہیں اور جب کوئی پوچھے تو دفع الوقتی کرتے ہیں، کمال افسوس ہے۔

اس تحقیق کے واسطے اپنے گھر میں بلانا اور پھر کچھ ثبوت نہ دینا۔

استنے میں ایک شخص ان کے گاؤں کا جس نے ریش منڈائی اور موچھیں بڑھائی ہوئی تھیں، وہ شیخ حسن محمد سے سخت تکرار کر کے دنگا پر مستعد ہوا، تب مولانا صاحب نے شیخ محمد دین سے کہا کہ اب آپ نے ان کی تہذیب دیکھ لی ہے، اب اس جگہ بیٹھنے سے کیا حاصل ہے۔ تب شیخ فضل الٰہی نے ان سے کہا کہ آپ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجو، ہم مولوی صاحب مرحوم کی قبر پر فاتحہ کہہ کر جائیں گے۔ مولانا صاحب نے بھی فرمایا: بہتر ہے۔

تب مولوی عبد القادر صاحب نے کہا کہ ہم نے روٹی کی تیاری کرائی ہے، سوائے کھانا کھانے کے جانے نہ دیں گے۔ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ آپ نے خوب کھانا کھلایا، ہم سیر ہو گئے۔ پھر ہم سب کے سب مولوی صاحب کی قبر پر جو کچھ فاصلہ پر گاؤں سے دور تھی، فاتحہ کہہ کر راستہ گوجراں والا کو سیدھے ہوئے اور ہم کو دیکھ کر یکے والے بھی یکے سڑک پر لے آئے۔ تب دونوں مولوی صاحب اور بہت آدمی ان کے گاؤں کے یکوں پر آ کر بہت سی منت اور سماجت سے کہنے لگے کہ اگر آپ نے کھانا نہ کھایا تو ہماری سخت اہانت اور ہتکی ہوگی، خدا کے واسطے کھانا کھائے بغیر نہ جاؤ، بل کہ دو آدمی سفید ریش نے مولانا صاحب کو ہاتھ باندھ کے التجا کی اور کہا کہ خدا کے واسطے کھانا کھا کر جاؤ اور دونوں مولوی صاحبوں نے شیخ محمد دین اور شیخ حسن محمد کو گھیر لیا کہ ہماری عزت کی طرف خیال کرو اور نہ جاؤ! مولانا صاحب نے شیخ محمد دین کو کہا کہ آپ رہ جاؤ، کھانا کھا کر آنا! فقیر ایک یکہ میں جاتا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ یہ کب ممکن ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور ہم یہاں پر کھانا کھائیں، ہم آپ کے ساتھ آئے ہیں اور آپ کی رضامندی منظور ہے۔ آخر بہت اصرار سے ناچار کر کے مسجد کو واپس لے گئے اور کھانا کھلایا۔ پھر دونوں مولوی صاحبان مع بہت سے لوگوں کے بہت تعظیم سے یکوں تک رخصت کرنے آئے۔ تب مولوی عبد القادر صاحب نے بہت عذر سے مولانا صاحب سے کہا کہ از خورداں خطا واز بزرگاں عطا۔ آپ نے ہم کو معاف کرنا اور یہ بھی بار بار کہا کہ اس اشتہار میں ہم ناحق ملوث ہو کر مطعون ہو گئے ہیں۔

اس اثنا میں مرزا قادیانی کا ذکر درمیان آیا، تب مولانا صاحب نے ایک رسالہ اپنی تالیف جس کا نام "رَجْمُ الشَّیَاطِیْنِ بِرَدِّ اُغْلُوْطَاتِ الْبَرَاهِیْن" ہے، مولوی صاحبوں کو دیا جو عربی کی عبارت مع ترجمہ اردو کے منطبع اور حضرات علمائے کبار حرمین محترمین کی تصدیق و تصحیح سے مزین ہے کہ اس سے مولانا صاحب کے علم و فضل اور تحقیق کا حال بھی ان پر منکشف ہو جائے گا۔

پھر رخصت ہونے کے بعد راقم نے مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے چاول تناول فرمائے اور مرغی کے گوشت سے روٹی نہ کھائی تھی۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ جو لوگ مسلمانوں کو کافر کہیں میں ان کا ذبیحہ نہیں کھاتا اور دعوت اس لیے قبول کی تھی تاکہ ان کے اس معاملہ سے ان کا اشتہار منسوخ ہو جائے۔ کیا معنے کہ انھوں نے اخیر اس اشتہار کے جو درج کیا ہے کہ جو کوئی اس درود سے توبہ نہ کرے تو اس سے ہم سلام ہونا اور اس کی دعوت کرنا اور اس سے اقتدا کرنا اور اس کا جنازہ ناروا ہے۔ فقیر جو اس درود کو جائز بنانے اور ان سے مقابلہ کرنے کو ان کے گھر میں آیا اور بار بار کہا کہ اس اشتہار میں سخت غلطیاں ہیں پھر جو انھوں نے ہماری دعوت کی تو وہ ان کا فتویٰ اور اشتہار بھی منسوخ ہو گیا۔

پھر گوجراں والا میں پہنچ کر مولانا صاحب نے ان کے اشتہار کی تردید بھی قرآن و حدیث سے لکھ دی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے---

الراقم: شیخ رحیم بخش جنت فروش ساکن گوجراں والا بہ قلم خود

العبد: شیخ محمد دین ساکن گوجراں والا

العبد: شیخ حسن محمد

العبد: شیخ فضل الٰہی

العبد: میاں جیون بخش

العبد: فقیر غلام حسین

❁ ❁ ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا۔

اشتہار مؤرخہ ۱۲؍جولائی ۱۸۹۵ء، مطبوعہ فخر الدین پریس میں جو مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ والا کے برادر زادہ اور فرزند نے اپنے نام سے مشتہر کیا ہے، اس میں از طرف مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی بابت کفر ہونے درود اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کے یہ عبارت لکھی ہے:

"شرک بہت طرح کا ہوتا ہے، ان میں سے ایک یہ کہ کسی مخلوق کو خواہ نبی ہوں خواہ ولی، پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ دور و نزدیک سے برابر سنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَ ہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۵﴾ (پارہ:۲۶، الاحقاف:۵)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انبیاء و اولیائے صالحین کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا فلاں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا کیوں کہ کوئی حاجت نہیں مانگی، یہ غلط ہے اگرچہ مانگنے کی حیثیت سے ثابت ہو گیا کیوں کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی تو اس طرح سے پکارا حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سے بالکل غافل ہیں۔" اِنۡتَھٰی

فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کہتا ہے کہ آیت وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا الآیۃ سے پکارنا مراد رکھنا بالکل غلط ہے۔ "تفسیر جلالین" و "معالم التنزیل" و "مدارک" و "نیشاپوری" و "خازن" وغیرہا سب میں یَدۡعُوۡا کے معنے یَعۡبُدُ کے لکھے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مخلوق کی عبادت کرنے والا بہت گمراہ ہے اور خود "قرآن مجید" اس غلطی پر شاہد ہے کہ اس آیت کے ساتھ ہی

فرمایا ہے:

وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (پارہ:۲۶،الاحقاف:۶)

یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کریں گے۔

پس "قرآن مجید" سے ہی صاف ثابت ہو گیا کہ یَدْعُوْا اور دُعَآئِهِمْ سے مراد عبادت ہی ہے۔

اور نیز تفسیر "اتقان فی علوم القرآن" میں درج ہے کہ لفظ دعا کا قرآن میں چھ معنے سے وارد ہے: پہلے عبادت کے معنے مثل وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ الخ یعنی خدا کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو تیرا نقصان نہ کر سکے اور نہ نفع دے سکے۔

جب یقیناً متحقق ہوا کہ اس آیت سے عبادت من دون اللہ کی مراد ہے نہ پکارنا تو اس دلیل سے درود اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے پڑھنے والوں کو کافر بنانا قرآن محفوظ میں تحریف معنوی کرنا اور ناحق مسلمانوں کو کافر کہنا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

پھر اس فتویٰ کی یہ عبارت اس اشتہار میں درج ہے:

"اور بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (القرآن، پارہ:۲۰،النمل:۶۵)

اور

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۔ الآية

(القرآن، پارہ:۹،الاعراف:۱۸۸)

تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے عموماً اور حضرت ؐ کو عالی مرتبہ سے خصوصاً علم

غیب کی نفی فرمائی ... اِلٰی قَوْلِہٖ ان آیات سے خوب واضح ہوا کہ نبی علم غیب نہیں جانتے ہیں بل کہ حضرات فقہائے حنفیہ نے تصریح فرمادی ہے اس کے کفر کی جو اعتقاد رکھے کہ نبی غیب جانتے ہیں۔ "فتاوی قاضی خان" میں ہے:

وَبَعْضُهُمْ جَعَلُوْا ذٰلِكَ كُفْرًا لِاَنَّهٗ يَعْتَقِدُ اَنَّ الرَّسُوْلَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ كُفْرٌ۔ "اِنْتَهٰى

فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کہتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں جو نفی علم غیب کی آں حضرت ﷺ سے ثابت کی ہے یہ مفتی صاحب کی تغلیط ہے۔ کیا معنے، کہ مراد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ غیب نہیں جانتے۔ "تفسیر حسینی" وغیرہ میں وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کے نیچے لکھا ہے:

"واگر بودمی من کہ بے تعلیم حق دانستمی غیب را۔"

اور ایسا کیوں نہ ہو جب "قرآن مجید" وصحیح حدیثوں سے آپ ﷺ کا بہ تعلیم الٰہی غیب پر مطلع ہونا ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران چوتھے پارہ کے تیسرے پاؤ کے دوسرے رکوع میں ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ الآیۃ (۱۷۹)

ترجمہ: "اور خدا تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا ولیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔"

اور سورۃ نساپانچویں پارہ کے تیسرے پاؤ کے اخیر ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

ترجمہ: "اور تجھے علم دیا جس کو تو نہیں جانتا تھا اور ہے خدا کا فضل تجھ پر بہت۔"

اور سورۃ جن انتیس ویں پارہ کے تیسرے پاؤ میں ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ الآیۃ (۲۷،۲۶)

ترجمہ: "خدا غیب داں ہے اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔"

اب سب تفسیروں میں دیکھ لیں کہ آں حضرت ﷺ کو اطلاعِ غیب کا مسئلہ متفقہ ہے۔ اس جگہ حضرت مولانا ختم المفسرین شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "فتح العزیز" سے کچھ تھوڑا سا لکھ دیتا ہوں اس غرض سے کہ یہ مفتی نذیر حسین صاحب کے دادا استاد ہیں اور جمیع علما اس فرقہ کے انہیں سے فیض یاب ہیں۔ وَھُوَ ھٰذَا:

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (القرآن، پارہ:۲، البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: "اور ہوگا رسول تم پر گواہ۔"

"یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست وحجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او می شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار او لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع درحق امت مقبول و واجب العمل ست و آں چہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد بران واجب ست و ازینست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانی امروز چنین می کند و فلانی چناں تا روز قیامت ادای شہادت تواند کرد۔" اِنْتَهٰى بِكَلِمَاتِهِ الطَّيِّبَةِ.

علامہ خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری "مواہب لدنیہ" میں لکھتے ہیں:

اِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَ مَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَ نِيَّاتِهِمْ وَ عَزَائِمِهِمْ وَ خَوَاطِرِهِمْ وَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهٖ تا قولِ وے وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ

ابْنِ الْمُسَيَّبِ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَ أَعْمَالِهِمْ فَلِذٰلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ...... اِنْتَهٰى.

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ اپنی زندگی اور وفات میں اُمت کے دیکھنے اور شناخت احوال اور نیات اور ارادے اور خطرات میں یک ساں ہیں۔ یہ پوشیدہ نہیں......

روایت ہے ابن مبارک کی سعید بن مسیب سے کہ ہر روز عرض کیے جاتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال صبح وشام......

اور یہ حدیث "کرمانی شرح بخاری" میں بھی ہے۔

ہر چند آیات قرآنی سے اس سے بڑھ کر امداد مل سکتی تھی، مگر اسی قدر پر اکتفا کر کے احادیث سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے۔ "صحیح بخاری" کے باب بَدْءِ الْخَلْقِ میں ہے:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ أَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ۔ الحدیث

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے درمیان آپ ﷺ ایک مقام میں کھڑے ہوئے۔ پس ہم کو آپ نے خبر دی ابتداے مخلوقات سے اخیر بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک۔"

مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۴۵۳ میں دیکھو اور اس کے حاشیہ پر "کرمانی" اور "خیر جاری" کے حوالے سے لکھا ہے: الغرض کہ آں حضرت ﷺ نے مبدا، معاد، معاش؛ سب کی خبر دی ہے۔ طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ آپ ﷺ نے تمام مخلوقات کے حال سے خبر دی ہے۔ اِنْتَهٰى مُتَرْجَمًا

شیخ عبدالحق "ترجمہ مشکوٰۃ" میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یعنی احوال مبدا و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔" اھ

اور "صحیح بخاری" و "مسلم" وغیرہما میں ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ. الحدیث

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا: خطبہ پڑھا آپ ﷺ نے ایسا خطبہ جس میں قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی ذکر کرنے سے، جس نے جانا جانا، جس نے بھلا یا بھلا یا۔"

اور اس کے حاشیہ پر "شرح عینی" سے لکھا ہے کہ تمام موجودات کے سب کام مقدرہ آپ ﷺ نے بیان کر دیے۔ اھ مترجما صفحہ ۹۷۷ میں دیکھو!

اور "صحیح مسلم" کے کِتَابُ الْفِتَنِ اور اَشْرَاطُ السَّاعَةِ میں انہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جو کچھ قیامت تک ہونا تھا مجھ کو خبر دی۔ اھ مترجما

علامہ خطیب قسطلانی "مواہب لدنیہ" کے بَابُ اَخْبَارِ الْغُيُوْبِ میں لکھتے ہیں:

أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّيْ هٰذَا.

ترجمہ: "فرمایا آپ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دنیا ظاہر کی، پس میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونا ہے گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔"

پھر بعد ازاں "صحیح مسلم" اور "سنن ابی داؤد" کی حدیثیں نقل کر کے اخیر میں لکھا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بھی زائد پر مطلع کیا ہے اور اولین اور آخرین کے علوم آپ پر اِلقا کیے ہیں۔ اھ مترجما

اور علامہ محمد زرقانی "شرح مواہب" میں حدیث طبرانی کے نیچے لکھتے ہیں:

قَدْ رَفَعَ أَيْ أَظْهَرَ وَكَشَفَ لِيَ الدُّنْيَا بِحَيْثُ أَحَطْتُ بِمَا فِيهَا الخ.....

ترجمہ: "خدا نے دنیا مجھ پر ظاہر کی ایسا کہ میں نے سب جو اس میں ہے اس پر احاطہ کر لیا۔"

اور "صحیح مسلم" وغیرہ میں عمر بن الخطب رضی اللہ عنہ سے حدیث خطبہ فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور عصر سے شام تک میں کہا ہے:

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو کچھ ہوا اور ہونا تھا اس کی خبر دے دی۔"

اور "مشکوٰۃ" کے بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ میں حدیث ہے جس میں ذکر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں دیدار الٰہی اور بہ برکت کف کے پستانوں میں ٹھنڈک ہونے کا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور دوسری روایت میں فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔"

جس کا ترجمہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں"۔ اھ

انہیں دلائل کے رو سے کتب دینیہ مثل "شفائے قاضی عیاض" اور "مواہب لدنیہ" اور "روضۃ الاحباب" و شروح صحیحین میں لکھا گیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان ومایکون کا عطا ہوا ہے۔

رہا مسئلہ نکاح کا شہادت خدا اور رسول سے جس کو بہ حوالہ "فتاویٰ قاضی خان" درج کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود عبارت "فتاویٰ قاضی خان" کی جو فتویٰ میں منقول ہے اس میں بعض علما کا لفظ ہے۔ مفتی صاحب دہلوی کا اس کو بہ لفظ حضرات فقہائے حنفیہ یعنی جمع سے تعبیر کرنا حق پر پردہ ڈالنا ہے۔ بعض کے لفظ سے بہ خوبی پایا جاتا ہے کہ اکثر علما اس کے برخلاف ہیں اور کیوں نہ ہوں جب یہ تکفیر قرآن کی شہادت کے برخلاف ہے جیسا کہ "در مختار کے حاشیہ طحطاوی" اور "رد المحتار" اور "فتاویٰ تاتارخانیہ" اور "فتاویٰ حجۃ" اور "ملتقط" اور "مجموعہ خانی" اور "معدن شرح کنز" اور "خزانہ"؛ ان آٹھ معتبر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ روایت تکفیر کے

خلاف درایت وغیر صحیح ہے اس لیے کہ آں حضرت ﷺ پر احوال امت پیش کیا جاتا ہے اور آپ بہ تعلیم الٰہی بعض غیب جانتے ہیں بہ دلیل آیت عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. الآیۃ

اور "رد المحتار" میں اخیر یہ بھی لکھا ہے کہ کتب عقائد میں اولیا پر بھی غیب کا منکشف ہونا درج ہے اور تحقیق اس کی ہمارے رسالہ سَلُّ الْحُسَامِ الْهِنْدِیِ لِنُصْرَۃِ سَیِّدِنَا خَالِدِ النَّقْشْبَنْدِی میں بہ خوبی ہے۔ اھ

اور ان جمیع کتابوں کی عبارتیں "تحفہ دستگیریہ" میں منقول ہیں جو بہ جواب اثنا عشریہ وہابیہ کے اٹھائیس برس سے شائع ہو چکا ہے اور نیز یہ سارا بحث بعد مناظرہ ریاست بہاول پور کے ۱۳۰۷ھ میں رسالہ "تَقْدِیْسُ الْوَکِیْلِ عَنْ اِهَانَۃِ الرَّشِیْدِ وَ الْخَلِیْلِ"① میں درج ہو کر حضرات علماے حرمین محترمین کی تصدیق سے مصدق ہو چکا ہے اور یہ رسالہ ان شاءاللہ العزیز عن قریب شائع ہوگا۔

واضح رہے کہ جب اس فتویٰ میں بہ طور دھوکا دہی حنفیوں کو الزام دیا ہے تو ہم بھی اگر کتب معتبر حنفیہ سے اس جگہ یارسول اللہ کے جواز و استحباب میں کچھ لکھ دیں تو مقتضاے مقام کے مناسب ہوگا وَهُوَ هٰذَا:

کتاب "کنز العباد" و "صلوٰۃ مخفی" و کتاب "السعادۃ" و "جامع الرموز شرح مختصر وقایہ" و "رد المحتار علی الدر المختار" و "فتاوی صوفیہ" میں تصریح ہے کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والے کو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے اور جب دوسری مرتبہ کہے تو قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

اب غور کرو کہ بہ حکم کتب معتبرہ فقہ درود کے ساتھ اور بغیر درود کے بھی اذان کے وقت یارسول اللہ کہنا مستحب ثابت ہوا تو اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کو کفر کہنے والا اور اس کے پڑھنے والے صدہا مسلمانوں کو کافر بنانے والا کیوں کر مسلمان رہا۔ اللہ تعالیٰ

① یہ کتاب بہ نام "تَقْدِیْسُ الْوَکِیْلِ عَنْ تَوْهِیْنِ الرَّشِیْدِ وَ الْخَلِیْلِ" پہلی بار ۱۳۱۴ھ میں صدیقی پریس قصور سے چھپی۔ ادارہ

ضدیت اور نفسانیت سے بچائے اور جمیع اہل اسلام کو سیدھے راستہ پر چلائے۔ آمین یارب العالمین!

باقی رہا جو اس اشتہار میں مفتی دہلوی صاحب نے اس درود کو بدعت بنانے کے واسطے یہ لکھا ہے:

"ری بدعت: بدعت اس کام اور اعتقاد اور قول کو کہتے ہیں کہ حضرت مصطفیٰ علیہ وسلم سے قولاً وفعلاً وتقریراً ثابت نہ ہو اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں بھی انکار پایا گیا ہو اور نہ اس کا نظیر ومثل ان طریقوں سے پایا گیا ہو بل کہ اس کے بعد لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا اور اس کے کرنے میں ثواب جانا اسی کو حضرت نے فرمایا: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اور مسئول عنہ پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ درود مذکور کے معانی کو لحاظ کر کے کہنا جائز نہیں۔۔۔ إلى قوله بدعت وضلالت ہے۔ ہاں بے اختیار زبان سے نکل جائے تو مواخذہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حرّرہٗ محمد نذیر حسین، سید محمد عبد السلام، سید محمد ابو الحسن ساکنانِ دہلی، عبد العزیز، زین العابدین ساکن کوٹ بھوانی داس حال وارد لاہور۔

الجواب صحیح الجواب۔ محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ رحیمیہ لاہور، رحیم بخش امام مسجد چینیاں۔"

فقیر کان اللہ لہٗ کہتا ہے کہ اوپر کی تحریر اور اس میں بھی کئی مرتبہ درود کو اختصار کر کے بصورت "" لکھا ہے۔ اس کی قباحت فقیر نے کتاب "مباحثۂ ریاست فرید کوٹ" اور دوسرے رسائل میں لکھی ہے، پناہ بخدا یہ ان لوگوں کی اتباع سنت کی دلیل ہے۔

اب سنیے جواب بدعت بنانے درود مبحوث عنہ کا! جمیع اہل اسلام کو یقین ہے کہ بہ حکم آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ: ۲۲، الاحزاب: ۵۶) کہ سرور عالم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا

مامور بہ ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک ایک درود اور سلام سے حق تعالیٰ کی جناب سے دس دس رحمتیں اور سلام آتے ہیں اور دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور آں حضرت ﷺ کو پکارنے کی سند حدیث "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" و "ابن ماجہ" و "مستدرک حاکم" کی ہے جس میں یہ روایت عثمان ابن حنیف درج ہے کہ ایک نابینا نے آں حضرت ﷺ سے دعائے روشنی چشم کی التجا کی، تب آپ ﷺ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کو فرمایا اور "نسائی" میں ہے کہ دو رکعت نفل کا بھی ارشاد کیا۔ پھر اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یَا مُحَمَّدُ اِلْتِفَاتٌ اِلَیْهِ وَ تَضَرُّعٌ لَدَیْهِ لِیَتَوَجَّهَ رُوْحُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَ یُغْنِیَ لِلضَّرُوْرَةِ عَمَّا سِوَاهُ وَ التَّوَسُّلُ اِلٰی غَیْرِ مَوْلَاهُ قَائِلًا اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اَیْ بِذَرِیْعَتِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی بِصِیْغَةِ الْمَجْهُوْلِ اَیِ الْحَاجَةُ فَقَوْلُهٗ لِیْ لِلْبَیَانِ کَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِی الطِّیْبِیِّ وَ فِیْ نُسْخَةٍ بِصِیْغَةِ الْفَاعِلِ اَیْ لِتَقْضِیَ الْحَاجَةَ وَ الْمَعْنٰی لِتَکُوْنَ سَبَبًا لِحُصُوْلِ حَاجَتِیْ وَ وُصُوْلِ مُرَادِیْ فَالْاِسْنَادُ مَجَازِیٌّ. اھ

ترجمہ: "یا سے آپ کی طرف رجوع اور نیاز ہے تاکہ آپ کا روح خدا کی طرف متوجہ ہو اور ماسوا سے غنی کر دے اور خدا کے بغیر کسی کی حاجت مندر ہے یہ کہ کر کہ میں آپ کے وسیلہ سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تاکہ روا کی جائے میرے واسطے۔ طیبی نے یہ کہا ہے۔ اور ایک نسخہ میں ہے کہ آپ میری

حاجت روا کریں یعنی میری حاجت کے حاصل ہونے کا آپ سبب بن جائیں۔

پس یہ اسناد مجازی ہے۔"

"مواہب لدنیہ" میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو بیہقی نے صحیح کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ جب اس نابینا نے بموجب ارشاد آپ ﷺ کے تعمیل کی تو اٹھا اور بینا ہوگیا۔ اھ

معنے اس دعا کے یہ ہیں: بار خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو رحمت کا نبی ہے۔ یا محمد (ﷺ)! تیرے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تاکہ میری حاجت پوری کی جائے۔ بار خدایا! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما!

امام جزری نے جو اجلہ محدثین اور اکابر علمائے ربانیین سے ہیں اس حدیث کے حکم کو اپنی کتاب "حصن حصین" میں جو آٹھویں صدی کی تالیف ہے، عام طور پر بیان فرمایا ہے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو وہ اپنی ادائے حاجت کے واسطے یہ عمل کرے اور دعا پڑھے۔ اھ

علامہ ابن حجر اپنی کتاب "جوہر منظم" میں طبرانی اور بیہقی سے لکھتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے دنیا سے رحلت کے بعد بھی سلف صالحہ اپنی حاجتوں میں یہ دعا پڑھتے رہے ہیں۔ اھ

اور "شفا" کی شرح میں ہے کہ ابن حنیف راوی اس حدیث کا اور اس کی اولاد لوگوں کو یہ دعا سکھاتے تھے اور، بہت سی روایات ہیں کہ جس نے یہ دعا پڑھی فوراً اس کی حاجت پوری ہوئی۔" اھ

"تواریخ حبیب الٰہ" میں ہے:

"عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت ہے اور یہ طریقہ نماز حاجت کہلاتا ہے، حضرت عثمان بن حنیف اور ان کے خاندان کے عمل میں تھا، لوگوں کو سکھاتے تھے اور حاجتیں ان کی پوری ہوتی تھیں۔" اِنْتَهٰى بِلَفْظِهٖ

اور "شرح شفا فی حقوق المصطفیٰ" میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سست اور

بے حس ہو گیا تھا تو ان کو کسی نے کہا کہ اپنے بہت محبوب کو یاد کرا تب آپ نے اونچی آواز سے پکارا: یا محمداہ۔

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں: گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ضمن استغاثت میں اپنی محبت کے اظہار کو قصد کیا۔ اھ

اور "شرح خفاجی" میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کو امام نووی نے اپنی کتاب اذکار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے صحابہ سے بھی ایسی روایت آئی ہے۔ اھ

کتاب مستطاب "دلائل الخیرات" جو نویں صدی کی تالیف ہے اور اس کے یمن و برکت نے عرب و عجم کو فیض یاب کیا ہے، اس میں بھی درود صیغہ ندا پر مشتمل ہیں۔ ایک دو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ پنج شنبہ کے حزب میں ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُكْرِمُ بِهَا مَثْوَاهُ وَتُشَرِّفُ بِهَا عُقْبَاهُ وَتُبَلِّغُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنَاهُ وَرِضَاهُ. هٰذِهِ الصَّلٰوةُ تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ. يَا مُحَمَّدُ ثَلٰثًا.

شیخ الدلائل سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ یَا مُحَمَّدُ کہے، دوسرے مرتبہ یَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، تیسرے مرتبہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھے۔

اور شنبہ کی منزل میں ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِحَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى عِنْدَكَ يَا حَبِيْبَنَا يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَى الْعَظِيْمِ. يَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ. ثَلٰثًا.

یعنی یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ کو تین مرتبہ پڑھے۔

"دلائل الخیرات" مطبوعہ کلکتہ کے اخیر اور نیز مطبوعہ لاہور کے بعد اس کے مؤلف

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حال میں درج ہے کہ

"ستر برس بعد دفن کے ان کی لاش مبارک کو شہر انوغال سے نکال کر مراکش کے قبرستان میں دوبارہ دفن کیا تھا تو جیسے قبر میں مدفون ہوئی تھی ویسے ہی نکلی تھی، بدن وکفن برابر، چہرہ سرخ وسفید، خلائق نے ہجوم کیا، امتحاناً چہرہ انگلی سے دبایا خون ہٹ گیا، پھر انگلی اٹھانے سے خون ابھر آیا۔ کثرت درود سے مشک نافہ کی طرح قبر منور عنبر فشاں، شاگردوں کی ہدایت سے عالم نور عرفاں۔" اھ

اور درود مستغاث جو صدہا سال سے ورد خواص وعوام اہل اسلام ہے اور جس کی برکت سے کئی اہل ایقان مشرف بزیارت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہیں اس میں بار بار یہ درود موجود ہے۔ کتاب "ارشاد العاشقین" میں اس کے فوائد درج ہیں۔

رسالہ "اثنا عشریہ" میں مولوی غلام علی امرت سری نے لکھا تھا:

"درود مستغاث بایں جہت کہ درود دست مرخوانندش ہیچ درزنمی نماید وامید اجرست الالفظ اَغِثْنَا کہ ازمیاں برداشتہ شود۔" اھ

جائے غور ہے کہ پہلے ان کے علما جواز اس درود کے ورد کیے اور موجب ثواب کے ہونے کے قائل تھے اور اب یہ لوگ اس درود کے کفر اور بدعت ہونے کو بڑے شد و مد سے ثابت کر رہے ہیں حالاں کہ ناظرین تحریر بالا کو یقین ہوگیا ہے کہ بحکم قرآن وحدیث یہ درود درود اوبجا ہے، اس کو شرک وبدعت کہنا سراسر نفسانیت ہے۔

رہا حکم استغاثہ کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ محدث دہلوی "شرح اور ترجمہ مشکوٰۃ" اور "تکمیل الایمان" اور "مدارج النبوۃ" میں کئی جگہ تصریح کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام سے استمداد کے مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور علامہ قسطلانی کی "مواہب لدنیہ" میں ہے کہ استغاثہ اور توسل اور تشفع اور توجّہ اور تجوّہ سب ایک ہی ہیں اور یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر حال میں واقع ہوئے ہیں، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد بھی، آپ کی حیات دنیا میں، عالم برزخ میں اور قیامت میں۔ مدت حیات کے دلائل سے و وحدیث نسائی وترمذی وابن ماجہ

کافی ہے جس میں نابینا کے بینا ہونے کا ذکر ہے اور عالم برزخ کے استغاثہ کے واقعات بے شمار ہیں۔ کتاب "مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِي الْمُسْتَغِيْثِيْنَ بِخَيْرِ الْأَنَامِ" میں تھوڑا سا اس کا ذکر ہے۔

اور مجھ کو بھی ایک مرض ہوئی تھی، میں نے مکۂ معظمہ میں آپ ﷺ سے استعانت کی تھی، تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کاغذ ہے اور اس میں لکھا ہے کہ یہ دوا ہے احمد بن قسطلانی کے لیے سرورِ عالم ﷺ کے حضور سے۔ پھر جب میں بیدار ہوا تو بہ خدا مجھے کوئی بھی مرض نہ تھی، آپ کی برکت سے شفا ہوگئی۔ ایسا ہی کئی واقعات میں استعانت اور اعانت ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت "مواہب لدنیہ" کا۔

اور حدیث "مسند بزار" و "مصنف ابن ابی شیبہ" و کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" ابن سنی و "معجم کبیر" طبرانی سے "حصن حصین" میں يَا عِبَادَ اللهِ أَعِيْنُوْنِي کا لفظ تین مرتبہ واقع ہے جس سے اولیا سے بھی استعانت کا جواز حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث کو معتبر محدثین نے حسن اور مجرب کہا ہے۔

باقی رہا یہ جو اس حدیث کے کسی راوی پر نواب قطب الدین مرحوم کی "شرح اردو حصن حصین" مطبوعہ بار دوم میں کچھ اعتراض لکھا گیا اور صاحب اثنا عشریہ نے وہ اعتراض پیش کیا تھا تو اس کا جواب فقیر نے "تحفۂ دستگیریہ" میں لکھ دیا تھا کہ وہ راوی دوسری روایت کا ہے، "حصن حصین" والی حدیث کی روایت میں وہ راوی نہیں ہے، چناں چہ وہ رسالہ ۱۲۸۵ھ سے شائع ہے۔

جب فقیر ۱۳۰۸ھ میں مکۂ معظمہ میں تھا تو ایک روز حضرت مولانا الحاج الحافظ شیخ مولوی محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکۂ معظمہ نے ذکر فرمایا کہ حطیم بیت اللہ العظیم میں نواب قطب الدین صاحب نے "ظفر جلیل شرح اردو حصن حصین" مطبوعہ بار دوم سے یہ مقام جرح حدیث يَا عِبَادَ اللهِ أَعِيْنُوْنِي کا نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے دیکھ کر پھر ان کو واپس کیا اور خاموش رہا، تب انھوں نے خود کہا کہ آپ نے یہ مقام جرح کا دیکھا ہے اور آپ

کو پسند ہے۔ میں نے کہا: صرف تعصب ہے، کیوں کر پسند ہو؟ تب نواب صاحب نے جواب دیا کہ یہ تمام طویل عبارت جرح کی بغیر میری مرضی اور اذن کے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے الحاق کرا دی ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے موافق شرح مولانا قاری وغیرہ کے اس حدیث کو حسن و مجرب لکھا تھا، چناں چہ پہلے مرتبہ کی مطبوعہ میں موجود ہے۔ اھ

فقیر نے یہ تقریر سن کر کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور اسی روز سے یہ تقریر حضرت شاہ ولی اللہ محدث کی "اربعین" کے بعد جو فقیر نے مکہ معظمہ میں رسالہ "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" سے نقل کی تھی، لکھ دی تھی۔

فقط محدثین معتبرین نے اپنی کتابوں میں بہت واقعات ندائے استغاثہ کے بہ حضور سرور ﷺ صحابہ وغیرہم سے درج کیے ہیں جس سے شمہ اوپر منقول ہوا ہے اور تھوڑا سا یہ ہے ہر چند "مواہب" و "مدارج" وغیرہما میں بھی ہے، مگر بہ مناسبت عبارت اردو کی "تواریخ حبیب الٰہ" سے منقول ہوتا ہے۔ فصل غزوہ مکہ میں لکھتے ہیں:

"بل کہ خزاعہ کے راجز یعنی شعر کہنے والے نے اس وقت رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے مدد چاہی۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس کی آواز پہنچائی۔ آپ نے اس کا جواب دیا: لبیک لبیک لبیک اور اس وقت آپ زنانہ میں تھے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جن کے حجرہ میں آپ تھے، لیکن آپ کا سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنو بکر کی مدد کی۔" اھ

رسالہ "صولۃ القادریہ" میں "استیعاب" سے نقل کر کے لکھا ہے کہ تابعہ جعدی صحابیہ نے ایام حکومت ابو موسیٰ اشعری کے بصرہ میں تکلیف کی حالت میں یہ شعر پڑھا تھا:

فَیَا قَبْرَ النَّبِیِّ وَ صَاحِبَیْہِ
اَلَا یَا غَوْثَنَا لَوْ تَسْمَعُوْنَا

ترجمہ: "اے قبر نبی و دونوں شیخین کی!! اے ہمارے فریاد رس! ہماری کلام سنو!"

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی کا یہ قصیدہ مشہور ہے جس میں اول سرورِ عالم ﷺ کی جناب میں استغاثہ کیا ہے: ؎

يَا حَبِيْبَ الْاِلٰهِ خُذْ بِيَدِيْ
مَا لِعَجْزِيْ سِوَاكَ مُسْتَنَدِيْ
كُنْ رَحِيْمًا لِلذَّنْبِيْ وَ اشْفَعْ
يَا شَفِيْعَ الْوَرٰى اِلَى الصَّمَدِ

اے حبیب خدا رسولِ کریم! — دست من گیر یا رؤف و رحیم!
جز جناب تو نیست تکیہ من — عجز من پیش تو نیاز عمیم
رحم فرما و ہم شفاعت کن — اے شفیع ہمہ بہ سوے کریم

پھر آخر میں فرماتے ہیں:

اِسْتَغِيْثُوْا لِعَاجِزٍ مُضْطَرٍ
شَمِّرُوْا ذَيْلَكُمْ اِلَى الْمَدَدِ

یعنی

اے اہل بیت شاہ رسل! — وی محبان ذات با تکریم!
طلب فریاد و استغاثہ کند — عاجز و مضطر و بہ حال لقیم
زود فریاد رس شوید بہ حق — بہ مدد ہم رسید رحم قدیم

اور "قصیدہ بردہ" جو مقبول قصائد اکابر اہلِ سنت سے ہے، اس میں بھی بہ تکرار بسیار ندائے استغاثی موجود ہے:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
وَ لَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِيْ
اِذَا الْكَرِيْمُ تَحَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

ترجمہ: "اے بزرگ ترین خلق! کسی نیست، کہ بہ او پناہ گیرم سوائے تو روز قیامت۔
کم نمی گردد مرتبہ تو یا رسول اللہ بہ مدد من وقیکہ حق تعالیٰ تجلی اسم منتقم نماید۔
بے شک جود و بخشش تو دنیا و آخرت است، و شمہ علم تو لوح وقلم است۔"

تفسیر "فتح العزیز" کے دیباچہ میں درج ہے:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:

اے صاحب حسن و اے سرور آدمیاں!
تیرے چہرۂ روشن سے چاند روشن ہے
تیری تعریف جیسا کہ چاہیے ممکن نہیں
خدا سے بعد تو ہی بزرگ ہے

الحاصل اب غور کرو کہ جب کوئی مسلمان اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہے اور اعتقاد کرے کہ بہ ذریعہ عرضِ احوال امت یا بہ تبلیغ ملائکہ جو درود کے پہنچانے پر علاحدہ مقرر ہیں یا بہ تعلیم الٰہی بہ نور نبوت اس درود پر آپ ﷺ مطلع ہوتے ہیں تو اب وہ کون سا دین دار عالم ہے جو اس کو کافر و بدعتی کہے گا۔ حاشا وکلا بلکہ حضرات علما پر عموماً اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والوں کے خانوادہ پر خصوصاً لازم ہے کہ ضدیت اور عناد کو ترک فرما کر اہل اسلام کو ملامت سے بچا دینا خدمت دین متین جان کر مَهْمَا أَمْكَنَ تکفیر و تفسیق سے زبان کو بند فرمائیں۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ تکفیر کو اگر کوئی محل اور موقع نہ ملے تو وہ

قائل پر ہی عود کرتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ ذٰلِکَ۔

تعجب یہ ہے کہ صدیق حسن قنوجی نے ایام نوابی بھوپال میں جو رسائل تالیف کر کے شائع کیے ہیں، اُن میں سے رسالہ "نفح الطیب" میں اول اشعار زائر کے جمع کر کے بعد از اں اپنے اشعار درج کیے ہیں۔ زائر کے اشعار سے صفحہ ۱۲ کے اخیر ہے:

یا رسول اللہ! زائر را برائے کن چہ کار

بر سرِ اغیار اژدو سنگ ترازوے شما

اور خود نواب صاحب صفحہ ۵۷ کی غزل میں اول قاضی شوکانی سے مقلدین کے مقابلہ کے لیے استغاثہ و استمداد کر کے:

زمرۂ رائے در افتاد بہ ارباب سخن

شیخ سنت مددے، قاضی شوکاں مددے

پھر آخر میں لکھتے ہیں:

گفت نواب غزل در صفت سنت تو

سرور دیں مددے، قبلۂ پاکاں مددے

پس باوجود اس پکارنے اور استمداد کے نواب صاحب کو مفتی صاحب دہلوی اور ان کے اتباع امیر المومنین لکھیں اور ان کی تالیفات کو مستند مانیں اور دوسرے اہل اسلام اگر درود سے یارسول اللہ کہیں تو ان کو کافر اور بدعتی گردانیں! سبحان اللہ! فقاہت اور تقوی کا فتوی اسی کا نام ہے اور بہ سبب سخت زبان درازی قنوجی صاحب کے مقلدین پر، اخیر میں نواب بھی چھپنے گئے تھے اور عرصہ تک یہ حال اخبارات میں درج ہوتا رہا تھا، یہ قاضی شوکانی شیخ سنت کی امداد ہوئی تھی اور ایک ایسی بری مرض سے مبتلا ہو کر گزرے کہ ناگفتہ بہ۔ الحق حق تعالیٰ کے مقبولوں سے عداوت خدا تعالیٰ سے محاربہ ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔

اس جگہ واضح رہے کہ فتوی منسوبہ مفتی نذیر حسین صاحب دہلوی سے فراغت پا کر مناسب متصور ہوتا ہے کہ باقی دوسرے دلائل اس پرچہ مذکورہ کا جواب بھی قلم بند ہو۔

حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی طرف سے جو اس اشتہار میں درج ہے کہ انھوں نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کی نسبت یہ جواب دیا کہ یہ خطاب حکایتی ہے، خدا تعالیٰ نے شب معراج حضرتؐ سے کہا تھا، ایسے خطابات قرآن مجید میں بہت موجود ہیں، وہ سند اس بات کی نہیں ہو سکتی کہ غائب کے واسطے بھی ندا جائز ہے۔ اھ

فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کہتا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں میں بہ حکم احادیث صحیحہ پڑھنا التحیات کا واجب ولازم ہے اور تمام صیغ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ موجود ہے اور تمام مبسوطات و معتبرات فقہ میں درج ہے کہ نماز پڑھنے والا التحیات کے معانی کو اپنی طرف سے ادا کرے۔ یعنی یہ سمجھے کہ میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی عبادت مخصوص ہے اور سرور عالم ﷺ پر میں سلام بھیجتا ہوں اور حق تعالیٰ کے وحدانیت اور رسالت کی شہادت بھی میں ادا کرتا ہوں، نہ یہ کہ شب معراج کا یہ واقعہ ہے جیسا کہ "تنویر الابصار" اور "در مختار" اور "رد المحتار" میں ہے۔

اگر حافظ صاحب برخلاف دینی کتابوں کے اس خطاب کو حکایتی سمجھتے ہیں تو نماز میں الحمد شریف کے پڑھنے کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہوں گے کہ حق تعالیٰ کی حمد اور تمجید اور تخصیص عبادت و استعانت و طلب ہدایت ہم نہیں کرتے یہ صرف حکایت قرآن ہے۔ حق تعالیٰ ضدیت سے بچائے اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ بعد کو غیوبت لازم نہیں ہے۔ اھ

جیسے کہ بعد کو غیوبت لازم نہیں، ویسے ہی بعد سے غیوبت منافی بھی نہیں ہے۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں درج ہے۔ منافی ندا لغیر اللہ کے واسطے نص:

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (سورۂ جن)

ترجمہ ہندی اشعار:

سب مسیتاں خاص عبادت رب دی جہت بناؤ
اللہ نال نہ کسے پکارو تا کجھ شرک ملاؤ
جے نال اللہ دے غیر پکارے وچہ مسیتاں کوئی

تا اللہ نال شراکت غیراں وچہ مسیتاں ہوئی

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا (۲۰) (سورہ جن)

توں سب خاصاں تھیں خاص محمد اعلیٰ رتبہ تیرا
توں آکھ انہاں میں اک پکاراں جو رب مالک میرا
میں ناں اس نال شریک بناواں ہرگز ہور کسے نوں
تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے میتوں

فقیر غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ یہ معنے ان دو آیتوں کے جو پنجابی بیتوں میں نقل کیے ہیں غالب گمان ہے کہ "تفسیر محمدی" کے ہوں گے جو حافظ محمد صاحب لکھوی کی تالیف ہے۔ سو اس کا جواب بھی یہی ہے جو پہلی آیت کے جواب میں گزرا ہے کہ معنے فَلَا تَدْعُوْا اور اُدْعُوْا کے عبادت کے ہیں، پکارنے کے نہیں۔ جیساکہ اوپر قرآن مجید اور تفاسیر معتبرہ کی سند سے لکھا گیا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے حدیث صحیح سے ثابت ہو کہ رسول اکرم ﷺ تو اپنے نام نامی پکارنے کا امر فرمائیں اور یہ لوگ نئے مفسر و محدث اپنی غلط فہمی سے فَلَا تَدْعُوْا کی دلیل سے اس کو شرک بتائیں۔ حضرت سرور عالم ﷺ جو شرک کے استیصال کے واسطے آئے تھے اور دراصل آپ نے شرک کی بیخ کنی فرمائی وہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ان لوگوں کے نزدیک شرک کا امر فرمانے والے اور مسلمانوں کو مشرک بنانے والے ہوئے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ الْعِيَاذُ بِاللّٰہِ۔

اور نیز مصرع: تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے میتوں

جو ترجمہ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا کے پیچھے لکھا ہے یہ مختصر اپنی طرف سے خدائے تعالیٰ کی کلام میں ایزاد کر دی ہے۔ سارے قرآن مجید میں بسم اللہ سے والناس تک اس مضمون کی کوئی آیت نہیں ہے۔ جس کا یہ مصرع ترجمہ قرار دیا جائے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہے کہ ان حافظ صاحب نے اول انواع مولوی عبداللہ صاحب لاہوری کے حاشیہ کر کے چھپوائے۔ بعد ازاں

اپنے والد کے نام انواع مسائل فقہیہ کے چھپوائے۔ ان دونوں کے چھپوانے میں بہت سا روپیہ کمایا۔ بعد ازاں "انواعِ محمدی" بنا کر اس کے ابتدا صفحہ ۳ میں "انواعِ بارک اللہ" کے مسائل کو قیاسی جان کر گویا اس کے رد کے واسطے یہ "انواعِ محمدی" چھپوائے اور اس میں دعویٰ کیا ہے کہ اس کے جمیع مسائل قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

پھر اس کے صفحہ ۱۲ میں درج ہے کہ کتے کے لعاب اور انسان کے بول براز اور خنزیر کے گوشت اور حیض کے لہو کے بغیر باقی ان کے اجزا قرآن وحدیث سے نجس نہیں، قیاسی نجس ہیں۔

پھر اسی صفحہ کے بیت ۱۴ :۔

بول نالے انسان سوا ہور بول تے گوبر سارے
انہاں پلیدی نص نہیں کجھ لدوں باجھ پیارے

اور صفحہ ۱۳ کے دوسرے بیت میں :۔

حرام جیواناں گوبر بول قیاسوں نجس نعی
جویں کتا خوک بگھیاڑ بلی خر ہاتھی زمادینی

صریح لکھا ہے کہ کتے، خوک، بگھیاڑ، بلی وغیرہ کا گوبر بول قیاسی پلید ہے، نص سے پلید نہیں۔

پھر اسی صفحہ کی سطر ۹ میں ہے :۔

ہے چیزاں اصل طہارت مگر جو ثابت نجس دلیلوں
باجھ دلیل نہ حکم کیجے خود اندر شرع جلیلوں اھ

جس سے صاف ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک کتے خنزیر وغیرہ کا بول براز نجس نصی نہیں ہے تو پاک ہے۔ کیوں کہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے۔

قیاسی مسئلہ تو ان کے نزدیک غیر مسلم ہے۔ صفحہ ۴ کا تیسرا شعر ہے :۔

جے اصحاباں اجماع نہ ثابت کہن امام قیاسوں

ہے ایہہ دلیل ضعیف تے ظنی نہیں یقینی خاصوں

اور اس صفحہ کا اخیری شعر ہے:۔

فرانہاں بہت قیاسی مسلے لوکاں وچ ہولائے
آپ ہوئے گم راہ ہواؤں نالے لوگ بھلائے

پھر صفحہ ۵ کا پہلا شعر ہے:۔

ابن سیرین کہیا جو سب تھیں قیاس اول جس کیتا
سو ابلیس آہا جو بھلا سدھا راہ نہ لیتا

(مسئلہ قیاس مجتہد کی دلیل شرعی معادل دوسرے ادلہ شرعیہ ہونے کا ذکر بسط مناسب کے ساتھ رسالہ ''تصریح ابحاث فرید کوٹ'' میں درج ہے۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ تَمَامَهُ مِنْهُ. عُفِيَ عَنْهُ)

اب اس مسئلہ میں غور کرو کہ کتے اور سور وغیرہ کا بول براز پاک ہے اور حیض کے سوا سارے خون پاک ہیں، قرآن وحدیث میں ان کی نجاست مذکور نہیں ہے، کس قدر اسلام کی توہین ہے۔ اس پر خاک روب بھی کیوں نہ ہنسیں گے۔ انسان کا بول براز یقینی نجس ٹھہرے اور کتے، خنزیر، بندر کا بول براز پاک ہو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْفِقْهِ۔

''قرآن مجید'' سورۃ اعراف نویں سپارہ کے دوسرے پاؤ کے اخیر ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی امی جس کا ذکر خیر توریت وانجیل میں ہے ان کو نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور پلید چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

دیکھو! کیسا قرآن سے صاف عیاں ہے کہ جس قدر کھانے کی حرام اشیا ہیں وہ سب پلید ہیں۔
اور ایک اور مسئلہ بھی ''انواع محمدی'' کا سن لیجیے:۔

چم مردار دباغت کیتیاں پاک نبی فرمایا

إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ جو مسلم لیا یا

صفحہ ۱۴ سطر ۱۵، جس سے ثابت ہے کہ خنزیر کا چمڑہ بھی دباغت سے پاک ہے۔

اور یہ مسئلہ بھی 'انواع محمدی' کا ہے:۔

ہے پانی پاک تے پاک کنند آپ نبی فرمایا
ایہہ دو وصفاں اس وچہ جانچاں نہیں تغیر پایا
جاں رنگ یا بو یا مزہ پانی دا چیز پلید وٹاوے
نہ فر پاک نہ پاک کنندہ اوہ پانی رہ جاوے
فرق نہیں وچہ تھوڑی بہت دو قلے یا گھٹ پانی
نہ جاری کھلے نہ مستعمل وچہ فرق حدیثوں جانی

اب ان مسائل سے ثابت ہے کہ تھوڑے سے مستعمل پانی میں جب اس قدر بول یا براز آدمی کا پڑ جائے جس سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے تو اس سے یہ لوگ وضو کریں گے کہ ان کے نزدیک وہ پانی پاک ہے اور ان کے کپڑوں کو جب بول براز کتے خنزیر کا خواہ کتنا ہی لگ جائے انہیں کپڑوں سے یہ لوگ نماز پڑھ لیں گے، کیوں کہ یہ پلید نجس نہیں ہیں بل کہ بہ موجب اصل کے پاک ہیں اور خنزیر کے چمڑے بدبوع پہ ان کی نماز روا ہے۔

یہ ان کا بہ تقلید قاضی شوکانی کے عمل بہ حدیث ہے اور چاروں مذہبوں میں یہ نماز ناروا ہے۔

اب ان کی کتابوں سے سند لے کر فتوے جاری ہوتے ہیں اور اشتہار چھپتے ہیں اور دیہاتی مسجدوں کے امام ان کتابوں کو خرید کر خود بھی پڑھتے اور عمل کرتے اور دوسرے لوگوں کو بھی سنا کر خراب کر رہے ہیں۔ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ۔

جن کتابوں کی بنیاد دنیوی مفاد پر ہو جیسا کہ حق التصنیف کے صد ہا روپیہ جو چاروں مذہب میں حرام ہے، کمایا ہو اور مسائل بھی ان کے غلط ہوں تو ان کو مستند بنانا سوائے ضَلُّوا فَأَضَلُّوا کے کیا متصور ہو۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں بدعت کی قباحت میں کچھ حدیثیں لکھی ہیں، سو یہ بھی مشہوروں کی

نفسانیت اور ضدیت ہے کیوں کہ درود شریف مبحوث عنہ ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر مرقوم ہو چکا ہے۔

اب یہ قول مشتہروں کا کہ

''اس درود کے جواز میں اگر کسی کے پاس دلیل کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع امت کی ہو تو پیش کرے۔ قبول کیا جائے گا'' اھ

سو بعد ذکر اس اوپر کی تحریر کے اللہ تعالیٰ سے فقیر کی دعا یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان صاحبوں کو قبول کی توفیق دے اور فیما بین کی ضدیت اور نفسانیت کو دفع کرے۔ آمین یا رب العالمین!

اور کتاب اللہ تو ضرور قرآن مجید ہے مگر کتاب الرسول یقیناً ان مشتہروں کی ہی بدعت ہے۔ افسوس! اتنا بھی معلوم نہیں کہ کتاب وسنت یا قرآن وحدیث ہی بولا جاتا ہے، نہ کتاب الرسول۔

اور یہ جو اخیر میں لکھا ہے کہ

''بجائے اس درود اَلصَّلٰوۃُ الخ کے وہ درود پڑھنا چاہیے جس کا ذکر بار بار حدیثوں میں آیا ہے جس سے دس نیکیاں زیادہ ہوتی اور دس درجے بڑھتے اور دس برائیاں دور ہوتی اور دس دفعہ رحمت اترتی ہے۔ وہ درود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ الخ۔

المشتہران: فقیر احمد علی برادر زادہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ومغفور وحقیر عبد العزیز خلف جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکنان کوٹ وقلعہ میہاں سنگھ۔'' اھ

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ صیغہ درود جو نماز میں پڑھا جاتا اور نیز اور صیغے بھی حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں جو کتاب ''حصن حصین'' اور ''حزب الاعظم'' وغیرہما میں جمع ہیں بے شک ان کا پڑھنا افضل ہے، نہ یہ کہ ان کے سوا اور کوئی درود نہ پڑھیں، سب صیغے درود

شریف جب ادب اور ارادت کے ساتھ پڑھے جائیں تو بے شک موجب اجر موعود ہیں۔ رہا یہ کہ اس درود نماز والے میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یعنی بہ ازدیاد لفظ سَیِّدِنَا کے پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ "درمختار" و "رد المحتار" وغیرہ میں تحقیق ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

اَمَرَ بِرَقْمِہٖ مُحَمَّدٌ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفَقِیْرُ غُلَامُ دَسْتَگِیْرِ الْہَاشِمِیِّ الْقُصُوْرِیِّ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ فِیْ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ مِنْ شَھْرِ جُمَادَی الْاُخْرٰی ۱۳۰۲ھ فِیْ بَلْدَۃِ گوجرانوالا

نظم پنجابی

مصنفہ حافظ عبد العلی صاحب نقش بندی سائن گوجراں والا

حمد الٰہی دلوں زباں آکھاں سو سو واراں — لکھ صلوٰۃ سلام نبی تے جو ہید ابراراں
آل اتے اصحاباں اوپر راضی ہووے سائیں — تے ولیاں اتے رحمت رب دی ہووے بج صبائیں
اس تھیں بعد سن عرض کراں میں اوہناں مومناں اگے — یا رسول اللہ دے آکھیاں دکھ جنہاں نوں لگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں جے کر مشرک ہووے — تد ہووے مشرک ٹلے نہ ہرگز پیا ہو کھلووے
بے مکے جا مدیاں کنڈے جیہیں جیہیں دے وے نگے — رب دے راہوں پرے تے نائیں فضل الٰہی منگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں دسو کی برائی — ایہہ پہ اک تھاں جھگڑا کردے نے سودائی
سال پہ سالی دین اندر اک نوا فتور مچاون — مسلماناں نوں کافر مشرک بے وقوف بناون
فوتاں قطباں ولیاں تائیں وچے شامل کردے — اہل اللہ دی کرن بے ادبی خصموں نہیں جے ڈردے
تے بے حدیث رسول اللہ تھیں جو کوئی دوہے تائیں — کافر آکھے کافر ہووے جے اوہ کافر نائیں
تے کوئیں روا نکاح جنازہ تھیں اس دی ہووے — تے کوئیں نماز ہووے اس پچھے جے اوہ پیش کھلووے
تے مسلماناں دیاں قبراں اندر کیوں کر دفن کچیوے — تے کیوں کر ودیے نال اس دے علاوہ تاب بچیوے

تے مشرک جیہا بڑا نہ کوئی ہر اک ناؤں منندہ　　مشرک نال جو کرے محبت اوہ بھی نہیں ہے بندہ
صلوٰۃ سلام مخاطب کر کے کہنا حضرت تائیں　　مجھ گناہ نہیں اس اندر آکھو شیخ صحابیں
بن کہ ہر اک مسجد اندر پنجے وقت پڑھیوے　　بعد نماز پڑھو سب مومن رحمت نازل تھیوے
میں اس کارن بحث کراں مجھ لوڑ نہیں ہن میری　　اگے وچ کتاب اپنے دے کیتی بحث بہیری
مولانا جو ہین قصوری خاص خدا دے پیارے　　عابد زاہد عارف کامل عامل فاضل بھارے
لکھیا خوب جواب اونہاں نے اندر ایس رسالے　　آپے پڑھ کے سمجھو ہین گے جیہوے اکھیاں والے
ایسے لوکاں کولوں بچنا چاہیے مومن تائیں　　ایہہ رافضیاں دے چھوٹے بھائی صاحب سنت نائیں
اوہ دشمن اصحاباں دے ایہہ دشمن ہین فقیراں　　تقلید اماموں بالکل منکر وانگی مار شریراں
کن کے نام امام اعظم دا سر بل ہووے کولہ　　دل تھیں دشمن اوس دے دا ہڈیاں دانولہ
ایس عقیدہ والا ہرگز ولی نہ ہووے کوئی　　وچ درگاہ الٰہی ملے نہ ہڈیاں نوں ڈھوئی
حنفی شافعی مالکی حنبلی گزرے ولی ہزاراں　　تے ہن موجود اجے بھی ظاہر باطن باجھ شماراں
جا کے ویکھو حضرت صاحب حیدر شاہ پیارے　　جلال پور کیکناں والے اندر جانن لوگ جو سارے
کامل اکمل عابد زاہد چشمہ فیض الٰہی　　فیض اونہاں تھیں دوروں دوروں پاوے آن لوکائی
اج کل چشتیاں وچوں ہین اوہ پورے مرد حقانی　　ہور نہ آوے نظر اساں نوں کوئی اونہاں دا ثانی
فضل کمال اس شاہ صاحب تے اندر ایس زمانے　　ہر ہر پاسے ہے مشہوری چنگا مندہ جانے
آؤ ہن بھی سمجھ کھلوو ضد تعصب چھڈو　　سینے صاف بناؤ دل تھیں گل کدورت کڈھو
وچ اسلام نہ پاؤ فتنہ بن جاؤ مومن بھائی　　یا رسول اللہ دے آکھیاں ہرگز نہیں بڑیائی
ولی اللہ دے درود مستغاث جو پڑھن پڑھاون　　یا رسول اللہ ہے اوس دے چہ بھول نہ منع کراون
ایہہ خشک ملاں ہے سمجھ تے اگے سوچن ویکھن نائیں　　تے وچ قرآن نہ کرن تدبر بھلے پھرن کوراہیں
اوہ کافر مشرک مسلماناں نوں کہندے ہن علماواں　　نیم ملاں ایمان دا خطرہ سچ کہیا داناواں
بس کر حافظ تارڑی تائیں کافی ہے اشارہ　　تے کھوتہ باز نہ آوے بھاویں مار یا جاوے نکارا
سمجھاں والے سمجھن گے بے سمجھاں سمجھ نہ آوے　　الو باجے سمجھن نائیں لکھ کوئی سمجھاوے

۱- علمائے کرام اہل سنت و جماعت نے ایسے اعتقاد والوں کو رافضیوں کے چھوٹے بھائی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ رسالہ تحفۃ العرب والعجم مصنفہ جناب نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی میں بہ ثبت مواہیر علمائے کرام حرمین شریفین درج ہے۔

"دارالاسلام" کی شائع کردہ تراثِ علمیہ

1- الأربعين مع تنقيد وتبصره 2- الارشاد 3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرِّجَالِ

پروفیسر علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ)

4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ لِشَمْسِ الْعُلَمَاءِ الْمَوْلَوِي مُحَمَّد عَبْدِ الْحَقِّ الْعُمَرِي الْخَيْرَابَادِي

وَيَلِيْهِ: رِسَالَةٌ فِي الْوُجُوْدِ الرَّابِطِي لِلشَّيْخِ الْحَكِيْمِ بَرَكَاتِ أَحْمَد التُّوْنْكِي رَحِمَهُمَا الله

5- ابحاثِ ضروری: حافظ ولی اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ محشی: مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتسہیل: خورشید احمد سعیدی (لیکچرر، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد)

6- الروض المجود (وحدۃ الوجود): علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی

7- علامہ فضل حق خیر آبادی: چند عنوانات: خوشتر نورانی علیگ (مدیر اعلیٰ ماہنامہ جامِ نور، دہلی)

8- حیات استاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی (دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

9- مولودِ کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری: مصدقہ مولانا حنیف خان رضوی، بریلی شریف

10- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَة؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری: مقرظہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی

11- اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله: مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

12- دِيْوَانُ فَضْلِ الْحَقِّ الْخَيْرَابَادِي دِرَاسَةٌ وَتَحْقِيْقٌ لِلدُّكْتُوْرَة سَلْمَة فِرْدَوْس سِيْهُوْل زیرِ طبع

13- آدابُ المریدین: شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: الشیخ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ //

14- رسائل (الغرۃ الانتصار، نمیقۃ الانصار، البشارۃ الطروریۃ فی التعاریف الضروریۃ، جلاء المدعی عن نصوص الدعی): مولانا خیر الدین خیروی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد ابو الکلام آزاد) تقدیم از راشد محمود //

15- کلیات کافی: سلطان نعت گویاں حضرت مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

مع تذکار حیات وکمالات (نثریات ونظمیات) جمع وتحقیق: محمد رضاء الحسن قادری //

16- تصحیح العبادات: مناظر اسلام مولانا سید آل حسن رضوی موہانی رحمۃ اللہ علیہ //

17- جواہر مضیہ رد نیچریہ (سر سید احمد خان کے نظریات کا ابطال): مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ //

18- مسند ابی بکر الصدیق: امام ابی بکر احمد بن علی مروزی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: محمد رضاء الحسن قادری زیرِ ترجمہ

19- امیر الکلام من کلام الامام (اقوال حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ): پروفیسر مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ کتابت

20- وسیلۂ جلیلہ (ثبوت جواز توسل): مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری رحمۃ اللہ علیہ زیرِ طبع

اس کے علاوہ اسلامی تاریخ کے ان تابندہ نقوش کی تدوین جو تاریخ کے صفحات پر اس سے حقائق ان کر شہید ہو چکے ہیں اور اسلام کے عہد عروج کی وہ تابناک شخصیات جنھوں نے اپنی زندگیاں دین کے کام پر وقف کیں ان کے بے پناہ درد اور خلوص بھرے ناقابل فراموش کارنامے امت کے سامنے پیش کرنا، اسلاف علماء و فضلاء کی تاریخی حیثیت کی گم گشتہ علمی زریں تحقیقات کو دریافت کر کے ان کو (اسلامی نظام) کی کرامات و محاسن سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور قومی و عالمی فورم پر جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو واضح کر کے جہاد کی حقیقی فکر کو تازہ رکھنا اور اسلامی پاکستان کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے کوشش کرنا، اس کے حصول کے لیے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانوں کے حقیقی نذرانے تک پیش کر دیے، جیسی بدقسمتی سے پاکستان کی 64 سالہ تاریخ (66 سال قمری) میں وہ مقدس پاکستان ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی نصیب نہیں ہو سکا، یہ اس ادارے کے عظیم مقاصد میں شامل ہیں۔

علمائے اسلام کے اردو زبان و ادب کے بھی ایسے کئی نادر و نایاب شہ پارے سامنے لائے جائیں گے، جو زبان اور تحقیق میں اپنا نام اور مقام رکھتے ہیں۔ نیز علم و تحقیق کا ہر وہ چھوٹے سے چھوٹا گوشہ جس کی اہمیت سے لوگ غافل یا تساہل برت رہے ہیں، اس پر جدید سائنٹفک انداز میں کام کر کے اس میں نئی جہات تلاش کرنے کا بیڑا بھی ادارے کے مشن کا حصہ ہے۔

مژدہ نشاط انگیز: "دارالاسلام" کسی وقتی عمل کا نام نہیں بلکہ اگر پروردگار کی رضا پر قائم کیا گیا ایک ادارہ ہے، ایک مستقل تحریک ہے۔ ایسے دور میں کہ جب گمراہی حق کے بدلے ایک منصوبہ اور منظم منصوبے کے تحت کوچہ کوچہ گھر گھر عقل کی جا رہی ہے، باطل کے کارندے تخریب اور علانیہ ہر ممکن طریقے سے حق کو دبانے کی مکروہ سازشیں کر رہے ہیں، ستم بالائے ستم یہ کہ باطل پر حق کا لیبل چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایسے حالات میں ایک ایسے ادارے کا قیام عالم اسلام کے لیے مبارک بھی ہے اور نہایت اہم بھی، جو ہر نوع سے اسلامی تعلیمات کا ابلاغ اعلیٰ صحافتی معیاروں کو پورا کرتے ہوئے کرے اور جہاں کہیں باطل اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو رہا ہے یا اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کر رہا ہے، اس کا خاتمہ کر کے وہاں اسلامی قدروں کو اجاگر کرے۔

اپیل: "دارالاسلام" ان اصحاب علم کی نگارشات قلم کے تحفظ کا فریضہ کفایہ ادا کر رہا ہے جن کی نسبت حدیث مصطفیٰ ﷺ میں ہے: "وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ۔ (خطب عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)" "علماء کے قلم کی روشنائی کو شہداء کے خون سے وزن کیا گیا تو وہ ان پر بھاری پڑ گئی۔" (الجامع الصغیر 2/571، رقم الحدیث: 9619)

اہل اسلام سے اپیل کی جاتی ہے کہ "دارالاسلام" کے ساتھ مل کر دین متین کی بہترین اشاعت و ترویج کے لیے اپنی حلال کمائی کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور اس کام کرنے میں صرف کریں۔ یقیناً یہ کام آپ کے مالی تعاون اور عزت افزائی کے بغیر ممکن نہیں۔ کیوں کہ یہ وہ دور ہے جس کے بارے نبی آخر الزماں ﷺ پیشین گوئی فرما چکے ہیں کہ "آخری زمانے میں دین کا کام بھی درہم و دینار کے بغیر نہیں چلا کرے گا۔" (کشف الخفاء 2/366، رقم الحدیث: 3269)

موجودہ حالات میں اس سلسلۂ خیر و برکت کو آگے بڑھانے کے لیے علم دوست مشائخ، علماء، طلباء، امراء، ذمہ دار، مستحسن ادارات و منتظمین حضرات کو خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ادارہ امید رکھتا ہے کہ اگر عوام و خواص شعبۂ تحقیق کی اہمیت کو سمجھ کر اس میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیں تو ہماری علمی حالت جو پچھلے کچھ عرصے سے باعث غفلت بنی ہوئی ہے ان شاء اللہ بہت جلد اس طرف بھی ایک نیا جہان آباد ہو جائے گا۔

امت کا علمی وقار بحال کرنے کی ایک تاریخ ساز کوشش......

......اسلاف کے ورثہ علمیہ کی اشاعت نو کا گراں مایہ منصوبہ

عصر حاضر کی فکری کش مکش کے تناظر میں عالم اسلام کی حالت زار کا جو تلخ و اندوہناک حقیقت بن کر سامنے آتا ہے وہ ارباب فکر و شعور سے کسی طرح پوشیدہ نہیں۔ فکری بے تمیز یلغار نے ہمہ گیر نظریاتی جنگ چھیڑ کر پوری دنیا کی فضا کو اسلامیت کے حق میں اس قدر مکدر بنا دیا ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہمیں اس کثیف ماحول کو شفاف بنانے کے لیے ہر محاذ پر سالوں سال دولت عزم جواں اور خلوص بے پایاں کے ساتھ مسلسل کوشاں رہنا ہوگا۔ اگر اس دوران کی جانے والی ہماری کوششیں واقع میں باطل کی فکری یورشوں کا جواب بن سکیں تو یہ ہمارے لیے خیر سگالی کی نوید لائیں گے۔

حالیہ صورت میں اسلام اور مسلمانوں کی سالمیت کو درپیش چیلنجز میں سب سے بڑا چیلنج 'افتراق امت' کا ہے۔ اس پر خطر فتنے کا سر اسر استدلالی طور پر سواد اعظم 'اہل سنت و جماعت' کو جو اسلامی تاریخ کے ہر دور میں 'حق کی جماعت' تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ چناں چہ باطل کے گماشتے خاطر خواہ مفادات حاصل کرنے کی غرض سے اس حق پرست جماعت کے مقابل ایکا کر کے اس قسم کے گھناؤنے پروپیگنڈے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے لگے کہ جس کے عوض میں ایک طرف تو محض اس جماعت کی حقانیت و صالحیت 'مشکوک' ٹھہری۔ دوسرا باطل جتنی جو جمعیت سے اس کا طرۂ امتیاز تھا اسے اس کے لیے مہر طعن بنا دیا گیا۔ بظاہر تو یہ صرف اہل سنت پر حملہ تھا، در حقیقت دین اسلام کی روح کو تار تار کرنے کی منظم سازش تھی۔

اس پر مستزاد اہل سنت کے تنظیمی بحرانات اور جماعتی بدحرکیاں ہیں حتی کہ خود اس جماعت کے بعض علمی حلقوں کی روش یہاں چلی ہے کہ جب کبھی ان کے آپس میں کوئی علمی بحث چل نکلتی ہے تو کہیں قبول حق سے انکار ہوتا ہے۔ کہیں بوس تحقیق کے نام پر مسلم نظریات سے فرار ہو رہا ہے، کہیں اندھے اجتہاد کی آڑ میں تصلب کی بات کا پرچار اور کہیں اغیار زدگی کا شعار۔ کہیں بے جا قوتوں کی بھرمار ہے تو کہیں تقلید و بندی کا خمار اور ہوا پرستی کا بخار یہی ہے عمومی حالت زار.... الغرض حق شناس اور اصلاح کیش رویہ مفقود سے معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہنے کی بات اتنی سی ہے کہ قوم (بشمول اکثر زعما) کا مزاج علم و تحقیق سے عاری ہو چکا ہے اور دھیرے دھیرے بر مست حقیقی اسلامی اقدار سے ناواقفیت بڑھ رہی ہے۔

'دارالاسلام' کے کتاب دوست حلقے نے یہ اصرار اور مجلس عاملہ نے عمیق غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اگر ملت اسلامیہ کا نظریاتی تشخص قرون اولیٰ کی روایات کے مطابق قائم رکھنا ہے اور اہل سنت و جماعت کو اپنا کھویا ہوا علمی مقام واپس دلانا ہے تو اسلاف کے علمی کارناموں سے نئی دنیا کو متعارف کرانے کے لیے ان کو از سر نو زندہ کرنا ناگزیر ضرورت ہے۔ اسی نظریہ ضرورت کی تعمیر کے لیے ادارہ ایک جامع پروگرام کے تحت کام کرے گا جو نایاب اور کمیاب تراث علمیہ اہل اسلام کے ذوق کی قدر کرتا رہے گا ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔

کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے — یہ شاخ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

دردمند اور شعور پسند اصحاب جادۂ وقت کو قدم بہ قدم چلنے کی صلائے عام دی جاتی ہے۔ واللہ الہادی والموفق

دارالاسلام

C-8 محی الدین بلڈنگ پہلی منزل، ۴۰ دربار مارکیٹ، لاہور

0321-9425765